Badr-i-Munīr,

(Hindustani poem).

سدا الی نمودونکی اوسی نمود
اوسی کی نظر سی ہی ہم کی دید
وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر
نہیں اوس سی خالی غرض کوئی شی
نہ گوہر میں ہی وہ نہ ہی سنگ میں
وہ ظاہر میں ہرچند ظاہر نہیں
تامل سی کیجی اگر غور کچھہ
اوسی گلکی خوشبو سی خوشبو گلاب
پر اوس جوش میں ایکی تہا نہیں
قلم کو زبان لاوی اپنی ہزار
کہ عاجز ہیں انبیا کی زبان
اس عہد لیسی کوی ہم لکہا ایش
وہ معبود یکتا خدای

دل الستگو کی ہی اوسی کشود
اوسیکی سخن ہر ہی گفت و شنید
اوسی کی یہہ ذرہ میں شمس و قمر
وہ کچھہ شی نہیں پہ ہر ایک شی میں سبی
ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ میں
یہ ظاہر کوئی اوسکا باہر نہیں
تو سب کچھہ وہی ہی نہیں اور کچھہ
بہری ہی لیی سما تہہ دریا حباب
سمجھنی کی ہی بات کہتا نہیں
لیکن کس طرح حمد پروردگار
زبان قلم کو یہہ قدرت کہان
سوا عجز درپیش کہان کچھہ نہین
کہ جسنی کیا کن سیتی کون و مکان

دیا عقل و ادراک اوسنی ہمن — کیا خاکسی پاک اوسنی ہمن

پیمبر کو بہیجا ہماری لیئی — وحی و امام اوسنی بہیدا کئی

جہان کو اونہون نی دیا انتظام — برائی بہلائی سو جائی ہیں تمام

دیکہائی اونہون نی ہمین راہ راست — کہ تا ہو نہ اس راہ کی باز خواست

تو وہ کون سی راہ شرع نبی — کہ رستی کو جنت کو سیدہی گئی

نبی کون یعنی رسول کریم — نبوت کی دریا کا در یتیم

ہوا گو کی ظاہر مین امی لقب — بہ علم لدنی کہلا دل پہ سب

بلغو ارلیکلی اور کی بی رقم — چلی حکم پر اوس کی لوح و قلم

ہوا علم دین اوس کا جو آشکار — گذشتہ ہوئی حکم تقویم پار

تو لکہو خدائی سبہی بار کیب — اوٹہا کفر اسلام ظاہر کیا

بنایا نبوت کا حقدار اوسی — کیا ختم نبوت کا سردار اوسی

نبوت جو کی ختم نی اوسپر تمام — لکہا ارفع الناس خیر الانام

بنا اوس سجھ بوجھ کر خوب آدمی
خدا نی کیا اپنا محبوب آدمی

کرون اوسکی رتبہ کا کیا میں بیان
کھڑی ہین جہان صف کی صف مرسلان

مسیح اوسکی درگاہ کا پارہ دوز
تجلی کا طور اوسکی مشعل فروز

خلیل اوسکی گلزار کا باغبان
سلیمان سی کئی پہرہ دار اوسکی ہان

خضر اوسکی سرکار کا آبدار
زرہ ساز داؤد سی ہان ہزار

در نعت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

محمد کی مانند جگ مین نہین
ہوا ہی نہ اب نہو کا کہین

یہہ تہی رفر جو اوس کی سایہ تہا
کہ رنگ دوی وہان تک آتا نہ تہا

نہوی کا سایہ کا یہہ تہا سبب
ہوا صرف کوشش مین کعبہ کی سب

وہ قد لہس لی تہا سایہ فگن
کہ تہا وہ گل ایک معجزہ کا بدن

نہ سایہ اوسیکا لطیف اسقدر
نہ آیا لطافت کی باعث نظر

عجب کیا کہ اوس گل کا سایہ نہو
کہ تہا وہ گل قدرت حق کی بو

خوش آیا نہ سایہ کا ہونا جدا
اوسی نور حق کی رہا زیر پا

ندا آئی کسی شخص پر اپنی جہانو کسی کا نہ منہ دیکہ دیکہہ اوسکی بانو

وہ ہوتا زمیں گیر کیا فرش پر قدم اوسکی سایہ کا تہا عرش پر

نہ ہونیکا سایہ کا ایک وجہ اور مجہی خوب سوجہی یہ ہی شرط غور

جہاں تک کہ تہی تہا کی اہل نظر سمجہتہ تہا یہ نور کحل البصر

سبہوں نی لیا پتلیوں پر اوتہا زمین پر نہ سایہ کو گرنی دیا

سیاہی کی پتلی کا ہہ ہی سبب وہی تہا یہ پہرتا ہی انکہوں میں سب

وگرنہ تہی ہہ چشم اپنی کہاں اوسی سی ہی روشن ہہ سارا جہان

نظر سی جو غایب وہ تہا یار تہا ملایک کی دلمیں سمایا رہا

منقبت در خطاب مرتضوی علیہ السلام

نہیں ہمسر اوسکا کوئی جز علی کہ تہا ہی کا بہائی وصی کا وصی

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام ہوئی نعمت اوسکی وصی پر تمام

جہاں فیض سی اونکی ہی کامیاب نبی آفتاب و علی ماہتاب

علی دین و دنیا کا سردار ہی کہ مختار کی گہر کا مختار ہی

دیار امامت کا گلشن کا گل
بہار ولایت کا باغ سنبل

علی راز دار خدا و نبی
خبردار اسرار خفی و جلی

علی بندہ خاص درگاہ حق
علی سالک رہرو راہ حق

علی و نبی ابن عم رسول
لقب شاہ مردان زوج بتول

کسی لون جو چاہی کوئی ہر سبی
یہہ نسبت علی کو نہیں غیر سی

خدا نفس پیغمبرش خواندہ است
دگر این فضیلت بکس نامدہ است

یہاں بات کی ہی سمائی نہیں
نبی اور علی میں جدائی نہیں

نبی اور علی ہر دو نسبت ہیں ہم
دو تا ہو لکی جو زبان قلم

علی کا عدو دوزخی دوزخی
علی کا محب جنتی جنتی

نبی اور علی فاطمہ اور حسن
حسین ابن حیدر یہہ ہیں پنجتن

ہوی اون پہ دو جگ کی نعمت تمام
اونہوں پر درود اور اونہوں پر سلام

علی سی لگا تا بمہدی دون
یہہ ہیں ایک نور خدائی برحق

اونہو نسی ہی قایم امامت کا گھر
کہ بارہ ستون ہیں لنا عشر

صغیرہ کبیرہ سبی ہے پاک ہیں — حساب عمل سبی ہے بیباک ہیں

ہوا ایمان سبی ظاہر کمال رسول — کہ تہہ ہوی سب ہیں آل رسول

در صفت اصحاب

سلام او سپر جو او سکی اصحاب ہیں — وہ اصحاب کیسی کہ احباب ہیں

خدا لی انہوں کو کیا مومنیں — وہ ہیں زینت آسمان و زمیں

خدا اونسی راضی رسول اونسی خوش ہیں — علی اونسی راضی نبی اونسی خوش ہیں

ہوی فرض اونکی ہمیں دوستی — کہ ہیں دل سبی وہ جان ہمار علی

فدائی بکیں جان و ایمان نبی — کہ زیبا ہی الحمد حق نبی

مناجات بجناب باریتعالی

الہی بحق رسول امین — بحق علی و باصحاب دین

بحق بتول و بآل رسول — کرون عرض جو میں سو ہوی قبول

الہی میں بندہ گنہگار ہوں — گناہوں میں اپنی گران بار ہوں

مجھی بخشیو میری پروردگار — کہ تو ہی کریم اور آمرزگار

میری غرض یہ ہی کہ جبتک ہون | شراب محبت کو پیا کرون
سیوا تیرے الفت کا اور سب ہیچ | یہی ہو نہوا اور کچہ ابہیچ :: ہیچ
جو غم ہو تو ہو آل احمد کا غم | سیوا اس الم کا نہو کچہ الم
یہی بیطرفسی میری دلکو چین | بحق حسن اور بحق حسین
کیسی سی نکرتی رہی التجا | تو کر خود بخود میری حاجت روا
صحیح اور سالم سدا مجہکو رکہہ | خوشی سی ہمیشہ خدا مجہکو رکہہ
میری آل و اولاد کو شاد رکہہ | میری دوستونکو تو آباد رکہہ
مین کہاتا ہون جسکا نمک ای کریم | سدا رحم کراون پہ تو ای رحیم
جیون آبرو اور حرمت کی ساتہہ | رہو مین عزیز و مین عزت کی ساتہہ
براوی میری دین دنیا کی کام | بحق محمد علیہ السلام

[illegible]

پلا مجہکو ساقی شراب سخن | کہ مفتوح ہی جسسی باب سخن
سخن کی فکر مجہکو دن رات ہی | سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہی

سخن کی طلبگار ہیں عقلمند
سخن سے ہی نام نیکواں بلند

سخن کی کریں قدر جو دانکار
سخن نام اوں کا رکھی برقرار

سخن سے دیے شخص رکھتی ہیں کام
جنھیں جا ہی سا تھ ہیکی کا نام

سخن سے سلف کا بہلائی رہی
زبان قلم پر تزای رہی

کہاں رستم ہی اور افراسیاب
سخن سے رہی یادو ہو نقل خواب

سخن کا صلا یار دیتی رہی
جواہر سے اموں لیتی رہی

رہی جب تلک داستان سخن
الٰہی رہی قدر دان سخن

در مدح پادشاہ عالم شاہ عالم پادشاہ خلد اللہ ملکہ

خدیو فلک شاہ عالی گہر
زمین بوس عن جس کی شمس و قمر

جہان وس کی پر تو سی ہی کامیاب
رہی برج اقلیم میں آفتاب

آدمی جو رسیں ہی سہ سو د پناہ
جہان ہوئی اور جہاندار شاہ

وہ مہر منور سپہ پناہ منیر
اور اوسکا ہی نجم السعادت وزیر

فلک رتبہ نواب عالیجناب
کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب

وزیر جہان حاکم عدل و داد
جہان عدل سی اوسکی آباد ہی
پہری بہاگتا مور سی پیل مست
کتیان پر کری منہ اگر بد نظر
کسیکا اگر مفت لی زلف دل
وہ انصاف سی گر گذرتا نہٹن
نہو باگہ بکری سی کچہہ کسکو
گر اورس جیو کی کچہہ کہی
بہری شمع کی گرد آگی جو ر
پی خیت بلکہ شمع پروا کی
اگر آپ سی اوس پہ آگر گری
گرا جیا نا اوسکی جلیں بال و پر
اوسی عدل کی طرحسی بار ہی

ہسی آبادی ملک جسکی مراد
غریبوں فقیروں کا دل شاد ہی
زبر دست ظالم ہی زیر دست
تو آدہا اودہر اور آدہا ادہر
تو کہا یا کری ہیچ وہ منفصل
کسی پر کوئی شخص کرتا نہٹن
اگر اوسکی حسا نہوئی کبہو
تو باز آوی اور حج کی گہری رہی
صبا کہیچ لیجاوی اوسکو بزور
پتنگی کی پر کو نہ چہیڑی کبہی
تو فانوس میں شمع چہپا رہی
تو ظلمت شمع کا کالی ہی سر
کسی نا دیی جو خدا داد ہی

بیت

ستم اوس نی تا ہو لیسی روبکار — سدا فتنۂ دہر سو با کری

گھرو محلین فراغت سی سوتیا ہین سب — تیری گھر مین چور ابھی دونی ہین

وہی باعث امن خورد و کلان — کہ ہی نام اوسکی منق امان

بیان سخاوت کرون کر رقم — تو دُرریز کاعد پہ ہوئی قلم

نظر سی توجہ کی دیکھیا جدہر — دیا مثل نرگس اوسی سیم و زر

بیان سخاوت کا اوسکی نہان — بشر گر کری اوسکو طاقت کہان

سخاوت ایک ادنا سی ہی اوسکی — کہ ایک دن وو شالہ دیسی ہات سی

سوا اوسکی ہی اور یہ داستان — کہ ہی جس پہ قربان حاتم کی جان

ہوی کم جو یکبارگی برشگال — گرانی سی ہونی لگی ایک سال

غریبونکا دم سا نکلنی لگا — توکل کا ہی پانو جلنی لگا

وزیر الممالک نی تدبیر کر — خدا کی دیا راہ مین مال و زر

محلہ محلہ دیا حکم یہ — کہ بارہ سی اس غم کی کہولین گرہ

بہم جا بجا کر خلقت کئی سی سب جی — نی لاکہ الاکہ اوسی انکدن دہی

یہ لکرشس تیری ملک میں جو تمام / لیا ہاتھ میں اوسکی کر لو لیا کام
یہ بندہ نوازی یہ جان پرورے / یہ ائین سروازی دو سرورے
ہوئی ذات پر اوس سبحی کی تمام / تکلف ہی اگی سخاوت کا نام
فقیر و بکی ہی یہاں ملک تو ہتی / کہ ایک ایک یہاں ہو گیا ہی غنی
یہ کیا دخل اوار جو دی گدا / چٹکلنی کی گل کی ہووی صدا
قدح لیکی نرگس جو ہووی کہری / تو خجلت سی جاوی زمین پر گہری
نہو اوس کا شامل جو ابر کرم / اثر ابر نیسان سی ہوئی عدم
ہو اینک کام اوسکا جہاں کی مراد / فلاطوں صفت اور ارسطو نژاد
جب ایسا وہ پیدا ہوا ہی بشر / تب اوسکو دیا ہی سبہ کچہ مال و زر
لیکہوں گر شجاعت کا اوسکی بیان / قلم ہو میرا رستم داستان
محبت سی وہ تا یہ اپنا حسن پر / اجل کا طمانچہ قسم اوسکی کہای
کرہی جس جگہہ زور اوسکا نمود / دل اہن اوس جا پہ ہووی کبود
چلی تیغ کر اوسکی روز مصاف / نظر اوی دشمن کا میدان صاف

اگر بھای سی کوی عدو — بلا دیوی اوس تیغ سیتی ایہ گیسو
تو ایسی ہی کہا گر گری سر کی بل — کہ سر پر کہری اوسکی ردی اجل
نہو کیوں کی وہ تیغ برق غضب — کہ ہر بس کی لشدید جوہر میں شب
لگا دی اگر کوہ پر ایک بار — کدر جاوی یون جیسی سیاہی میں تار
ہوی ہے قسم اوسکی تیغ اجل — نکل آوی یہ کر پری وہ او جل
عصب سی عصب اوسکی کانپا کرے — تحکم سی ہیبت سی اوسکی ڈری
اور اوس زور پر ہی یہ حلم و حیا — کہ جیوں حلق کا جیسی دریا بہا
جہان ملک کی ہی علم و کسب و کمال — ہر ایک فن سیتی ماہر ہی وہ جو متخصال
سخندان محسن سخن سنج سبر سن بیان — وزیر زمان در وحید جہان
سخن کی سنی اوسی لو شنیدہ بات — غوامض میں سب سہل اوسکی نکات
سلیقہ ہر ایک فن ہر ایک بات میں — نکلتی ہی بات ونی راتمن
بیت انسر ہو تماشا یہ دل — کشادہ دلی اور جو سی منفعل
نہوا وسکو تکرار ہوائی سیکار — تہور شعار ولی ی یہ شعار

سنو مین ایک کہانی مکر کی | ور فارسی عبری کو ہندہ زبان کی

کیا ہوں خدمت میں جو نثار | یہ امید ہے کہ ہوں سرفراز

میری عذر تقصیر ہووے قبول | بحق علی و بہ آل رسول

رہے جاہ و حشمت تیرا یہ مدام | بحق محمد علیہ السلام

ہے شاہ و آباد کل خیر خواہ | رہے اس گرانی کی دشمن تباہ

اب ایک کہانی کی ہے داستان | ذرہ سنئی دل دیکی او سکان

آغاز داستان | [illegible]

کسی شہر میں تھا کوئی بادشاہ | کہ تھا وہ شہنشاہ گیتی پناہ

بہت تو حسی اپنی فرخندہ حال | بہت حشمت و جاہ مال و منال

کئی بادشاہ اوسکو دیتی تھی باج | خط و ختن سی وہ لیتا خراج

کوئی دیکھتا ایک جب اوسکی فوج | تو کہتا کہ ہے بحر ہستی کی موج

رعیت تھی آسودہ وبی خطر | نہ غم مفلسی کا نہ جور لگادر
عجب شہر تھا اوسکا مینو سواد | کہ قدرت خدائی کی آئی تھی یاد
لگی تھی ہر ایک جاپہ وہاں سنگ خشت | ہر ایک کوچہ اوس شہر کا تھا بہشت
کہیں تھا یہ منبع کہیں حوض ہر | ہر ایک جاپہ الطاف فیکی ہر
زمین سبز و سیراب عالم تمام | نظر کو طراوت وہاں صبح و شام
عمارات گچ کی وہاں بیشتر | کہ گذری صفائی سی جیسی نظر
کروں اوسکی وسعت کا کیا میں بیان | کہ جوں اصفہاں تھا و نصف جہان
ہنرمند وہاں اہل حرفہ تمام | ہر ایک نوع حلقہ کا تھا اژدہام
سہ وعجب بازار تھا چوک تھا | کہ تھی جلن لبس وہیں دل لگا
جہاں تک کہ تھی بازار کی | کہی تو بخت تھی کلیاں [illegible] گی
وہ بجتہ دوکانوں کی دیوار و در | صفائی پہ جسکی نہ تھی سطر [illegible]
صفا پر جو اوس کی نظر کر گئی | اوسی دیکھہ آرسنگ ور گئی
کہو قلعہ کا اوسکی کیا میں شکوہ | [illegible]

وہ دولت سرا جانہ نور تھا / سدا عیش و عشرت سے معمور تھا

ہمیشہ خوشی رات دن سیر باغ / نہ دیکھا کسی دل پہ جز لالہ داغ

سدا عیش و عشرت سدا راگ رنگ / نہ تھا ریت سے اپنی کوئی تنگ

غمی واں ہوا جو کہ آیا تھا شاہ / عجب شہر تھا وہ عجب پادشاہ

نہ دیکھا کسی نے کوئی واں فقیر / ہوئے اوسکی دولت سے گھر گھر امیر

کہاں تک کہوں اوسکی جاہ و حشم / محل اور مکان اوسکا رشک ارم

سدا ماہ رویوں سے عیش اوسکا / سدا جامہ زیبوں سے صحبت اوسے

ہزاروں پری پیکر اوسکی غلام / کمر بستہ خدمت میں حاضر مدام

کسی طرف سے وہ نہ رکھتا تھا غم / مگر ایک اولاد کا تھا الم

ایسی بات کا اوسکی دل پر تھا داغ / نہ رکھتا تھا وہ اپنی گھر کا چراغ

دلوں کا عجب اوسکی یہ بھید تھا / کہ اوس روشنی پر یہ اندھیر تھا

ور یعقوب کو اگر ذرا اوس سے ملا / جو کچھ دل کا احوال تھا سو کہا

[illegible] مثال / فقیر [illegible] اقبال

فقیر اب ہوں تو کروں کیا علاج ‏ نہ پیدا ہوا وارث تخت و تاج

جوانی گئی میری اب بسر ‏ ہوا دار پیری ہوئی آلگر

دریغا کہ عہد جوانی گذشت ‏ جوانی ہاو زندگانی گذشت

بہت ملک پر جان کہو باکی ‏ بہت فکر دنیا میں ہو یا کی

نہیں ہی تمیزی ولی حاصلی ‏ کہ از فکر دنیا و دین غافلی

وزیروں نی کی عرض کہ ای آفتاب ‏ نہو ذرہ تجھکو کبھی اضطراب

فقیری جو کیجی تو دنیا کی بیچ ہیہ ‏ نہیں خوب جانا او در خالی ہا ہیہ

کرو سلطنت لیک اعمال نیک ‏ کہ تا دو جہان میں رہی نام نیک

جو عاقل ہیں وہ سوچ کر تک زمین ‏ کہ ایسا ہووی کہ ہر شب کہیں

تو کار زمین را بکو ساختی ‏ کہ با آسمان نیز پرداختی

یہہ دنیا جو ہی مزرعہ آخرت ‏ فقیری میں ضایع کرو اسکو مت

عبادت سی اس کشت کو آب دہ ‏ وہاں جا کی خرمن ہی شبا بہ لو

رکہو یاد عدل و سخاوت کی بات ‏ کہ اس فیض سی ہی تمہاری نجات

مگر ہاں نہ ہاد لاو کاہی کو غم ‏ سوا و سکی ہی دہر کرنی میں ستم

بیاض اپنی دیکھی جو اس رمل کی ‏ تو ایک ایک نکتہ ہی فرد خوشی

ہی اس بات پر اجتماع تمام ‏ کہ طالع مین فرزند ہی تیری نام

زن ورزوج کی شکلمین ہی فرح ‏ پیا کرئی وصل کا تو قدح

نجومی یہہ کہنی لگی درجواب ‏ کہ ہمنی ہی دیکھی ہی اپنی کتاب

نحوست کی دن سب گئی ہین نکل ‏ عمل اپنی سب کر چکی ہین زحل

ستارہ نی طالع کی بدلی ہین طور ‏ خوشی کا کوئی دن کو آیا ہی دور

نظر کی جو تسدیس و تثلیث پر ‏ تو دیکھا کہ ہی نیک سبکی نظر

کیا پند تون نی جو اپنا بچار ‏ تو ہر الکلیون پر کیا کچھہ شمار

جنم پتر اشناہ کا دیکھہ کر ‏ تولا اور ہر چہاک پر کی نظر

کہا رام جی نی ہی تختہ پر دیا ‏ چندرما سا بالک تجہی ہوئیگا

مقرر تیری جائی ہو بسر ‏ کہ دیتی ہی یون اپنی پوتھی خبر

لکھی ہین اب تو خوشی کی سخن ‏ نہو گر خوشی تو نہون برہمن

جہاں راج کی ہوئیگی مقصد ستاب ‏ کہ آیا ہی اب پانچوین آفتاب

ولیکن مقدم ہی کچھہ اور بہی ‏ کہ ہی یہہ بہلی بری طور بہی

یہہ لڑکا تو ہوگا ولی کیا کہن
نہ اوی ہہ خورشید بالای بام
نہ نکلی یہہ بارہ برس تک یہ مہ
کہا شہ نی یہہ سنکی اوتکی تئین
کہا جانکی سب طرح خیر ہی
کوی اس پہ عاشق ہو جن و پری
کچھ ایسا نکلتا ہی یونہی ہیں اب
ہوئی کچھ خوشی شہ کو اور کچھ الم
کہا شہ نی اسمین نہین اعتبار
یہہ فرما محل مین در آمد ہوئی
خدا سی لگا کرنی وہ التجا
سخاوت کرم نی کیا جو اثر
اوسی سال مین یہہ نمایشان نو
جو کچھ دل پہ گذری تہی رنج و تعب

خطر ہی اوسی بارہوین برس مین
بلندی سی خطرہ ہی اسکو تمام
رہی برج مین یہہ مہ چاردہ
کہو جبکہ خطرہ تو اوسکو نہین
دلی وحشت غربت کی کچھ سیر ہی
کوئی اوسکی معشوق ہو استری
خرابی ہو اوس سیر کے سبب
کہ دنیا مین توام ہی شادی و غم
جو چاہی کری میرا پروردگار
نشستم وہانسی برآمد ہوئی
لگا اب مسجد مین رکہنی دیا
ہوی کشت امید سی بارور
رہا حمل اک زوجۂ شاہ کو
مبدل ہوی وہ خوشی سی یہہ سب

در تولد شدن شاہزادہ

خوشی سی پلا مجھکو ساقی شراب
کوئی دم میں بجتا ہی چنگ و رباب

کروں نغمۂ تہنیت کو شروع
کہ ایک نیک اختر کری ہی طلوع

لگی نو مہینے جب او سیر گذر
ہوا گھر میں شہ کی تولد پسر

عجب صاحب حسن پیدا ہوا
دمکتی جسی دیکہہ کر خورشیدا ہوا

نظر کو ہنسو حسن پر اوسکی تاب
اوسی دیکہہ لی تاب ہو آفتاب

ہوا وہ جو اس شکل سی دلپذیر
رکہا نام اوسکا شہ نی نظیر

خواصوں نی خواجہ سراؤں لی جا
وہیں نظر گذرانیاں اور کہا

مبارک تجہی ای شہ نیکبخت
کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت

سکندر نژاد اور دارا حشم
فلک مرتبت اور عطارد رقم

رہی اوسکی اقلیم زیر نگیں
غلامی کریں اوسکی خاقان چیں

یہ سنتی ہی مژدہ بچہا جا نماز
کی لاکہہ سجدہ کہ ای بی نیاز

تجہی فضل کرتی نہیں لگتی بار
تہو جسی تو ہی امیدوار

دوگانا غرض شکر کا کر ادا
تہیا کیا شاہ نی جشن کا

وہ ندرین خواصوں کی جو جو نکی لی
کہا جا کی جو کچھ کہ درکار ہو
نقیبوں کو بلوا کی یہہ کہد یا
کہ نوبت خوشی کی بجاویں تمام
یہہ مژدہ جو پہونچا تو نقارچی
بنا تہا یہہ نقارخانہ کا سب
غلاف او سپر بانات پر زر کی تہا
دیا چوب کو بہلی ہم سی بلا
کیا زیر سی بم نی ہر یہہ سنکون
بجی شادیانہ جو وہان اوسگہری
بہم بلبلی بیچ تہی جو شہنا تو لد
سرودن بر وہ سر یچ معمول کی
لگی لیسی او بجین خوشی سی لی
نکو رودن بین نوبت کی شہنائی د

اونہین خلعت و زر کی انعام دی
کہو خان مان کو تیار ہو
کہ نقارخانہ میں و حسن کم جا
خبر سنکی یہہ شادیوں جا خاص و عام
لگا ہر جگہہ بادلہ و زری
مہیا کرا اسباب عیش و طرب
ستانی سیتی نقاروں کو سب بانک
لگی بہلنی ہر طرف کو صدا
کہ دودن دودن خوشی کی خبر کیون دون
ہوی گرد و پیش اکی خلقت کہڑی
بنا جہہ سی ہر کی لگا او سپر بیاز
خوشی سی ہوا کال کل ہوالی کی
ارابا لکا بجنی اوراوس کہڑی
سکہرتسی وا اون کو کہیں تہا

بجی اور دمامی شادیکی دم
لگی ہرنی ٹیپ اور کرح میں ہم

سنی جہانچہ نی جو خوشی کی صدا
لگی ہرنی لگا نا لیونکو بجا

نی سرسی عالم کو عشرت ہوئی
کہ لڑکی کی ہونی کی نوبت ہوئی

محل سی لگا تا بدیوان عام
عجب طرح کا ایک ہوا اژدہام

چلی لیلی نذریں وزیرو امیر
لگی بہنچنی تو دہ زر کا فقیر

دئی شاہ نی شاہزادہ کی ناوں
ہر شیخ کو اور پیرزادہ کو گانو

امیرونکو جاگیر لشکر کو زر
وزیرونکو الماس لعل و گہر

خواصونکو خوجونکو جوڑی دئی
پیادہ جو تہی اونکو گھوڑی دئی

کیا بہانڈ اور ہیکلیون نی ہجوم
ہوئی آہی آہی مبارک کی دہوم

خوشی میں کیا یہاں تلک زر نثار
جنبسی ایک دنیا ہا بچنی ہزار

جہاں تلک کہ سازندہ تہی ساز کی
دہنی دہت کی اور آواز کی

لگی بہجنی جو کی ہر نی تمام
کہاں تلک میں لوں ترکہادیکی نام

جہاں تلک کہ تہی کام اور بیکار
لگی گالی اور ناچنی ایک بار

لگا بجنی قانون چنگ و رباب
بہا ہر طرف جو ہی عشرت کا آب

لگی تھاپ طبلوں پر وو دھنک کی — صدا اونچی ہوئی لگی جھنک کی

ہما نخونکو سارنگیوں کو بنا — جو سی بجی اوسی پر جسی بلا

لگا موم تاروں پہ مورچنگ کی — تنبوروں کی سُر کھیچہ یکرنگ کی

ستاروں کی پردہ بنا کر دبیت — بجانی لگی وہ بجالاک وجبت

گئی بین کی آسمان پر دمک — اوتہا گنبد چرخ ستار اگمک

خوشی کی زلس ہر طرف ہی بساط — لگی ناچنی اوس پر اہل النشاط

کناری کی جوڑی جھلکتی ہوئی — وہ بانوں کی لینکر وچھلکتی ہوی

وہ بانی جھلکتی ہوئی کامنی — پھرکنا وہ ننھی کا ہران مین

وہ گتھا وہ بڑنا اداؤں کی ساتھ — دکھانا وہ رکنہ رکنہ کی جھانی تر ہاتہ

کبھی دل کو باتوں سے بل ڈالنا — نظر سی کبھی دیکنا بہالنا

دکھانا بانکپن کبھی چپ مسکرا — کبھی اپنی انکیاں کو لینا چھپا

کبھی کی جھلکتی ہوئی نور تن — کبھی کی وہ مکری پہ ہنستہ لی بسن

وہ داتوں کی مسی وہ گلبرگ تر — شفق بین عیاں جیسی شام وسحر

وہ گرمی کہ چہرہ کی جیوں آفتاب — جبیں وہ نکہ گرد لکو ثوا مضطراب

چلنا کلوں کا صفا کی سبب
وہ کرنے کی دوری قیامت غضب

کبھی موہ کی تیں پھیر لینا ادھر
کبھی چوری چوری سیتی کرنا نظر

دوپٹہ کو کرنا کبھی منہ کی اوٹ
کہ پردہ میں ہو جاوے دل لوٹ پوٹ

ہر ایک تان میں اونکو ارمان تھا
کہ دل لیجی تان کا جان بہا

کوئی فن سنگیت میں مشغلہ رو
برم جوگ لیجی کی موئی برلو

کوئی دایرہ گت میں پاؤں تلی
کتری عاشقوں کی دلونکو ملی

کوئی دایرہ میں بجا کر پرن
کوئی دمڑی میں دیکھا اپنا فن

عرض ہر طرح دلکو لینا اوہن
کی طرح سی داغ دینا اونہن

کرن ہاتھ کو کبھی قبل عام
کبھی ہنس او تنا لبوں کرنے کو تمام

کہیں دہریت اوگیت کا شور و غل
کہیں قول و قلبانہ و نقش و گل

کہیں سہانتد کی لوکوں کا سماں
کہیں ناچ کشمیر لوکاں کا وہاں

محل میں جو دیکھا تو ایک اژدہام
مبارک سلامت کی ایک دھوم دھام

وہاں او سہاں عیش و عشرت کی دھوم
پری پیکروں کا ہر ایک جا ہجوم

جیسی ہنک عرض تھی خوشی سہاکی
کہ دن عید اور رات تھی شب برات

ہری ابر سی ابر میں جوں ہلال / کھلا میں لگا پلنی وہ نونہال

برس کا نہتہ جبس سال اوسکی ہوئی / دل بستگاں کی گرہ کھل گئی

وہ گل جب کہ جوتی برس میں لگا / بڑہایا گیا دودہ اوس باگ کا

ہوئی تی جو کچہ پہلی سالگرہ کی دہوم / اوسی طور سی پہر ہوا واں ہجوم

طوایف وہی اور وہی راگ رنگ / ہوئی بلکہ دونی خوشی کی ترنگ

وہ گل باغ نو سی اپنی جس جا چلا / وہاں انکہہ کو نرگسون نی ملا

لگا پہرنی وہ سرو جب پانو پانو / پہری سرو آزاد تب اپنی ٹانو

در تعریف باغ / **تو نعمت**

خوشی سی پلا مجہکو ساقی شراب / کہ تیاری رقص میں ہی حباب

مئی ارغوانی پلا اب صفا / کہ تعمیر کو باغ کی دل چلا

دیا شہ نی ترتیب ایکجانہ باغ / ہوا رشک سی جنکی لالہ کو داغ

عمارت کی جو لی دروکی وہ شان / لگی جنکو زرلفت کی سائبان

چمن اور پردی بند سبز لگا / در و بن پر کتری دسہتی بہار

کوئی تو در لسی در پہ الگا ہوا / کوئی زرہ پہ خوبی سی لٹکا ہوا

چمن یوں سی ہر ایک گل سیتی چمن — کہیں نرگس و گل کہیں نسترن

چمیلی کہیں آور کہیں موتیا — کہیں رای بیل اور کہیں موگرا

کری ساخ شبو کی ہر جا نشان — مدن بانکی آور ہی ان سمان

کہیں ارغوان اور کہیں لالہ زار — جلدی اپنی موسم میں سنگی بہار

کہیں جعفری اور گیندا کہیں — سمان شب کی داودکی کہیں

عجب چاندنی میں کلوں کی بہار — ہر ایک گل سفیدی سیتی مہتاب وار

کہری سرو کی طرح جیسی کی جہار — کیتی تو کہ خوشبو ہو لکا بہار

کہیں زرد سرخ اُتھ کہیں یاسمن — عجب رنگ پر ارغوانی چمن

بہری ہر طرف انجو تہ ہیں سہی — گریں قمریاں سرو پر چہچہی

گلو لکا لب نہر پر جھوم تہا — اوسی اپنی عالم میں فتنہ جو بنا

وہ جہنک جہنک کی کر بانجہیان — تشی تکا سا عالم گلستان بہ

کہری شاخ در شاخ با ہم نہال — ہمیں ہا بہ جیوں مست کر دنمں وال

لب جو کہ آئینہ میں دیکہہ قد — اگر تا گری سرو کا جد نہ تد

خرامان سا صحن میں چار سو — دما غو یکو دیتی ہری گل کی بو

کڑی نہر لہر اور قمری کہیں ساتھ مرغابیوں کی پری

صدا قوقو کی طوطوں کا وہ شور درختوں پہ بگلے منڈیروں پہ مور

چمن آتشی گل سے دہکا ہوا ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا

صبا جو گئی ڈھیریاں کر گئی ہول پڑی ہر طرف مولسریوں کی ہول

وہ کیلوں کی اور مولسریوں کی جھانو لگی جابجا اکہیں لیئی جنکی ناون

لیے ہاتھ میں ملچی مالتی چمن کو مرن دیکھنی سمالتی

کہیں تخم باغبی کرن کہود کر بنڑی جاویں کہیں کہود کر

خوشی سے گلوں پر سے بلبلیں نفشق کی آپس میں باتیں کریں

سماں قمریاں دیکھ اوس الکا پڑھیں باب تجسم گلستان کا

وہ داداہیاں اور مغلانیاں پھریں ہر طرف اوس میں جلوہ کناں

خواصوں کا اور لونڈیوں کا ہجوم محل کی وہ چہلیں وہ آپس کی دھوم

تکلف کی پہنی ہیں سب نے لباس رہیں رات دن شاہزادی کے پاس

کنیزان مہرو کی ہر طرف ریل چہلی کوئی اور کوئی راے بیل

سہیلی کوئی اور کوئی شام رو کوئی چلبلی اور کوئی کام رو

کوئی کھیلی اور کوئی گلاب
کوئی سیوتی اور کہیں کمہ کوئی
ادھر اور ادھر انیاں جانیاں
کہیں اسی ایسی سنواری کوئی
کہیں کھلکھیاں اور کہیں تالیاں
بجالی بھری کوئی اپنی کڑی
دکھاوی کوئی کوکہ موتر موتر
اواسی کوئی پیتی حقہ بھی
کوئی حوض میں جا کی غوطہ لگای
کوئی اپنی طوطی کی لیوی خبر
کیسی کو کوئی دھول ماری کہیں
امقابا کوئی کنول سی لگای
کوئی ارسی ایسی اکی دھری
ہوا اوہاں کلو لسی دو بالا ستان

کوئی مہ رس اور کوئی ماہتاب
کوئی دل لگن اور رس سنگہ کوئی
پھرین اپنی جوبن کو دکھلاتیان
اری اور رسیلی پکاری کوئی
کہیں قہقہہ اور کہیں قالیان
کہیں آوری اور کہیں وا جھتری
کہیں موت کوہی کہیں ماربور
دم دوستی کوئی بھر بھر جپی
کوئی بھر بھر بیتی ماون ہلای
کوئی اپنی مینا پہ رکھی نظر
کوئی جان کو اپنی واری کہیں
لبون بر دتری کوئی اپنی جمای
اواسی کوئی تنہ کیلکی کری
اوہی ماعمس سہ یہی ناچ نزاز

غرض لوگ سبی یہ جو ہر کام کی
پر جب وہ اس پایہ کو پہنچنکی تہا تب
ہونی تبی اوسکی مکتب کی بٹہاوی عیان
معلم اتالیق و منشی ادیب
کیا قاعدہ منشی ہو وچ کلام
دیا تہا زبس حق نی ذہن رسا
معانی و منطق بیان و ادب
خبردار حکمت کی مضمون سبی
لگا ہیئت و ہندسہ تا نجوم
کی علم لوگ زبان حرف حرف
عطارد کوالی لگا اوسکی زبس
ہوا جب کہ لوخط وہ سیمیں رقم
لیا ہاتہ جب خامہ مشکبار
عروس الخطوط او ثلث و رقاع

یہ سب واسطی اوسکی آرام کی
پدر اور مادر کی شفقت کی بہابہہ
ہوئی پہر اوسی شاد ہوکی سماں
ہر ایک فن کی اوستاد تہی قرب
تہرہا کی لگی علم اوسکو تمام
کی بر سمیں علم سب تہرہ چکا
تہر سی اوسنی معقول و منقول سب
غرض جو تہرہا اوسنی قانون سبی
زمیں آسمان میں تہری اوسکی دہوم
اسی نحو سی عشمر کی اون نی صرف
ہوا ایسا وہ لوح میں وہ خوشنویس
ہرہا کر لیکہی سات ہی نو قلم
لیکہا نسخ و ریحان و خط غبار
خفی و جلی مثل خط شعاع

سکھنے کیا او تعلق جب / اہی وبلے حیران اتالیں سب

کیا خط علدار حبشی فراغ / ہوا صفحہ قطعہ جلدار باغ

کروں علم او سکالیاں یک بیان / کہ اب جا ہی محجر سے بیان

صماں کی جو درزی ہوالی نظیر / لیا کیچ چلی مدیب [illegible] نظیر

صفائی میں میو فاریکاں کیا / کیا جیبا کہ نو دہ بر طوفاں کیا

رکیا جو تیتی ہی جو لکری یہ من / کیا اپنی قبضہ میں سب او عاشق

ہوی وہیت بازو کی سربیان / اور ای کی ہانیہ سبی کیا بیان

کی و مکس سنبلا سے لیب لعک / کہ حیران ہوی وبلے اہل ولک

رکیا موسیقی پر ہی لحجہ لحجہ خیال / کیا قید سب او پیتی ہنو تیں تال

طبعت کی لحجہ جو تصویر پر / رکہی رنگ سب او سکی ید نظر

سو اوں صمالو کی تیسی جمال / مروت کی جو اوسیت کی جال

ردا لو کسی لغرو کسی بہوت اوسی / سد اقابلو کسی ہی صحبت اوسی

کیا نام ہر اپنی وہ دلبر ہر / ہر ایک فن میں صحیح ہوا لی نظیر

رسیدن شاہزادہ و طلب کردن جنوار ہا

پلا ساقیا مجکو یک جام مُل
غنیمت سمجھ صحبت دوستان
ثمر لی تماشای کا گر ہو سکی
کہ یک دم کا نہیں اعتبار
پری جب کہ بار ہوں سا لگی
کہیا شہ نی بلوا الفونکو شام
سواری تکلف سی تیار ہو
کرین شہر کو ملکی آئینہ بند
رعیت ہی خوش ہوں صغیر و کبیر
بہر فرا محل میں گی بادشاہ
ہوی شب لیا مہ نی جام شراب
خوشی سی گی جلد جو شب گذر
عجب شب نہی وہ جوں سحر رو سفید
گیا قدرو صبح نی ماہتاب

جوانی میں آیا ہی ایام گل
کہ گل چند روز ہیت در بوستان
شتابی سی تو لی جو کچھ ہو سکی
یہاں چرخ میں ہی خزان و بہار
کلی کلجری غم لی خوشحال لگی
کہ صبح حاضر ہوں سبہی خاص و عام
جہا گری جو کہ درکار ہو
سوار ایکسی ہو حسن حسنی و چند
کہ لکھی کا جاں شہر میں نا نظیر
لعبتوں نی سن حکم لی اپنی راہ
گیا سجدہ شکر میں آفتاب
ہوی سامنی سی نمایاں سحر
عجب روز تہا مثل روز امید
اد تہا سورج المونکو ملما شتاب

کہا شاہ نے اپنے فرزند کو ・ کہ بابا نہا دہو کے تیار ہو

آمدن شاہزادہ در حمام و سیر کردن باغ دادن بہ مجلس امرای [illegible]

پلا التین اب پیر مغان ・ کہ ہوویں مجھی گرم و سیر و جہاں

اگر جا نہانے میرے دل کا چلن ・ نہ دنیا وہ ساغر جو ہو قلقلیں

کدورت میری دل کی دہو ساقیا ・ ذرا شیشہ مملو دیو وہاں کی لا

کہ سرگرم حمام سی نی سطیر ・ گیا ہے نہانے کو ماہ منیر

ہوا جب کہ داخل وہ حمام میں ・ عرق آگیا اوسکی اندام میں

تن نازنیں نم ہوا اوسکا گل ・ کہ جیسے طرح ڈوبے ہی شبنم میں گل

پرستار بادے ہوے تولیاں ・ مہ و مہر سی طاس لیکر وہاں

لگی ملنے اوس گلبدن کا بدن ・ ہوا اوٹہا الگ سی وہ جمن

نہانے سی یوں تیج بدنکی دمک ・ برستے میں بجلی کی جیسے چمک

ڈہے نہیں تمامی سی دیوار و در ・ تمامی وہ نہا شہر سوتی کا گہر

کیا نہا زلبس شہزادہ ابنہ بند ・ ہوا جوک کا لطف وہاں بار چند

رعیت کی گستر ہجوم سپاہ ・ گذرتی نہی رگ رگ کی سہا نگاہ

هوئی جمع لوگنی یہ بیت عرزودراز ہر ایک نہی سطح جوں زمیں درحسین
یہ عاشق کی بس عورت کاملہ تماشنی کو نکلی زن حاملہ
لگا لنے سبی باضعیف و نحیف تماشنی کو نکلی وضع و شریف
زلیس بنا شہر اوہ بہت ہیا حسین ہوئی دیکہ عاشق کہیں وہیں
نظر جسکو ایا وہ ماہ تمام لگیا اوسنی جہک جہک کی اوسکو سلام
دعا شاہ کو دی کہ یار اللہ سدا یہ سلامت رہی مہر و ماہ
یہ خوش اپنی مہ سبی رہی شہریار کہ روشن رہی شہر پروردگار
غرض شہر سبی تا ہر یک سمت کو کوئی باغ تہا شاہ کا اوس میں ہو
گہڑی چار یک خوب سبی سیر کر رعیت کو دیکہلا کی اپنا پسر
اوسی کثرت فوج سبی ہو سوار پہر اس شہر کی طرف وہ شہریار
سواری کو پہونچا گئی فوج اودہر لگی اپنی منزل میں بیٹہنس و خبر
جہاں تک کہ تہی شادیاں محل جو تہی سبی وہ ڈیودہی تک ائی نکل
قدم اپنی حجرہ سبی باہر نکال لیا سب نی آبیشو اچال جال
یلا کر اگی ہی سب ایکبار لیا جسکو ایکبار سب نی نثار

گیا جب محل مین وہ سرو روان — بندہا ناچ اور راگ کا پہر سمان

پہر رات تک پہنی پوشاک وہ — رہا دیکہتا شب کی طرناک وہ

قضارا وہ شب تہی شب چاردہ — تہرا جلوہ لیتا تہا در رفیع مہ

نظارہ سی تہا اوسکی دلکو سرور — عجب عالم نور کا تہا ظہور

عجب جوش تہا نور مہتاب کا — کہی تو کہ دریا تہا سیماب کا

ہوا شاہزادہ کا دل بیقرار — یہ دیکہی وہان چاندنی کی بہار

کچہہ آئی جو اوس مہ کی دلمین ترنگ — کہا آج کوٹہی پہ بچہی پلنگ

خواصون نی جا شاہ سی عرض کی — کہ شہزادہ کو آج یون ہی خوشی

ارادہ ہی کوٹہی پر آرام کا — کہ تہا یاہی عالم لب بام کا

کہا شہ نی اب تو گئی دن نکل — اگر یون ہی مرضی تو کیا ہی خلل

پر اتنا ہی اونسی خبردار ہون — جہو بلگی ہو چوکی وہ بیدار ہون

لب بام جب وہ ہوئی سیم تن — کرین صورہ نور کو اوس دم

تمہارا امیر اون بالا ہی — کہ اسپن گہر کا قایم اوجالا ہی

کہا جب خواصون نی جی سی امید — ہی یہی کہ ہم ہی رہین بہت سفید

پہر یہ حکم بی دیا تہی شہنشاہ کا
بچہونا لگیا بام ہین ماہ کا

قصار ادہ دن تہا او سیتی بالکا
غلط وہم ماضی مین تہا حال کا

سخن مولوی کا ہے سچ ہی قدیم
کہ آگی قصے کی ہو احمق حکیم

تیرے اپنی اپنی جو سب عیش ہے
نہ سمجھی زمانے کی کچھ اونچ و نیچ

یہہ جانا کہ یون ہی رہیگا یہہ دور
نہ دہ فنت کی اس زمانے کی طور

کہ اس بیوفا کی ہی ہین ترنگ
یہہ گرگٹ بدلتا ہی ہر دم مین رنگ

گرا بادۂ عیش در جام تحت
کہ صد شام بر فرق صبحش بہجت

نداری عجب زین نیرنگ دہر
کہ آرد زنگت حقہ تریاق و زہر

ارام کردن بی خبر بالای بام و سیر جاب

شتابی سیتی او تہہ ساقی سیمبر
کہ چارو طرف ماہ ہی جلوہ گر

بلورین گلابی مین دی بہر کی جام
کہ آیا بلندی پر ماہ تمام

جوانی کہان اور کہان یہہ سن
مثل ہی کہ ہی چاندنی چار دن

اگر می کی دیتی مین کیہ دیر ہی
تو پہر جانیو یہہ کہ اندہیر ہی

وصل ... کا تہا جو جراتو بلبگ
کہ ہو جس بر سیمین تنو لکا انگ

سراسر اوڈھنی زری باف کی — کہ تھی رشک آئینہ صاف کی

کسی اوس پر کسنی جو مقیش کی — کہ جھبوں کو تھی جسکی موتی لگی

کھچی چادر ایک اوس پہ شبنم کی صاف — کہ تھی چاندنی حسن صفا کی غلاف

دھری اوس پہ تکیہ کی نرم نرم — کہ مخمل کو ہو حسن کی دیکھی شرم

کہاں تک کوئی اوسکی خوبی کہی — جیسی تکیہ اپلکھو تلو آرام ای

زہ کل تکیہ اوسکی جو تھی رشک ماہ — کہ ہر وجہ تھی اوسکو خوبی میں راہ

کبھی نیند مین جبکہ ہوتا تھا وہ — تو رخسارہ رکھہ اوس پہ سوتا تھا وہ

چھپائی سہی ہو تلہ حسن اوسکا ماند — کبھی تو لگائی تھی ماہر یکو چاند

ز بس نیند مین تھا جو وہ ہو رہا — بچھونی پہ اپنی ہی بس سو رہا

ہوا اوسکی سونی پہ عاشق جو ماہ — لگا دی اودہر اوسنی اپنی نگاہ

وہ سوتا جو اوس اپنی کی مسطیر — رہا پاسبان اوسکا بدر منیر

وہ مہ اوسکی خوبی کا مائل ہوا — کہ وان مہ کا عالم تہ و بالا ہوا

وہ ہونو نکی خوشبو وہ ستہرا پلنگ — جوانی کی نیند اور سونے کا رنگ

جہاں تک کہ جو کچھ کی تھی باروار — ہوا جو چلی ہو گئی ایکبار

غرض سیکو وہ بن عالم خواب تہا | فقط جاگتا ایک مہتاب تہا

قضارا ہوا ایک پری کا گذر | پڑی شاہزادہ پہ اوسکی نظر

جو دیکہی تو عالم عجب ہی یہاں | منور ہی سارا زمیں آسمان

بہو کا سا دیکہا جو اوسکا بدن | جلا آتش عشق سی اوسکا تن

ہوئی للکہہ جانو سی وہ شیر بر | وہ تخت اپنا لائی ہوا سی اوتار

وہ پتہہ کو اوس مہ کی منہ سی اوٹہا | دیا گال سی گال اپنی لگا

اگرچہ ہوئی تہی زیادہ ہوس | ولیکن حیا نی کہا اوسکو بس

کی عشق میں پہر یہہ ہو جہی ترنگ | کہ لیجلی اسکا امانت پلنگ

محبت کی آئی جو ولیس ہوا | وہ ناتسی اوسی لی اوڑی دل ربا

ہوا جب زمیں سی وہ شعلہ بلند | ہوا میں ستارہ سا چمکا دو چند

جلی رشک سی اوسکی شمع و چراغ | کہ اوس مہ کا ہو جا فلک پر دماغ

غرض لی گئی ان کی آیین | اوڑا کر وہ اوسکو پرستان میں

غایب ہونا شاہزادی کا شاہزادہ کی پاس سی بیدار او

شتابی سی مجہکو ساقی دی اسر | کہ یہہ حال سنکر ہوا دل کباب

کبھی خوش ہی دل اور کبھی دردمند
یہاں لگ تو قصہ میں چھوڑا بیان
کروں حال ہجران زدوں کا رقم
کہولی انکہہ جو ایک کی وہاں کنیز
نہ وہ ہی پلنگ اور نہ وہ ماہ رو
رہی دیکھہ یہ حال حیران کار
کوئی دیکھہ یہ حال رونی لگی
کوئی سر پہ رکھہ ہاتھہ دلگیر ہو
کوئی رکھہ کی زیر زنخدان چھری
رہی کوی انگلی کو دانتوں میں داب
کسینی وی کہول سنبل سی بال
کوی بسلای سی ہرنی لگی
نہ بن آی کچھہ اونکو اسکی سوا
سنی شہ نی القصہ جب یہ خبر

زمانہ کی ہی جب یہی پست و بلند
ذرا اب سنو غمزدوں کا بیان
کہ کدرا جدائی سی کیا او پہ غم
تو دیکھا کہ وہ شاہزادہ نہیں
نہ وہ گل ہی وہ صحن نہ وہ بیلی بو
کہ یہ کیا ہوا ہای پروردگار
کوئی غم سی جی اپنا کہونی لگی
کوی تہی ماتم کی تصویر ہو
رہی نرگس اسا کہڑی کی کہڑی
کسینی کہا گہر ہوا یہ خراب
طمانچو سی جوں گل کی سرخ گال
کوی ضعف کہا کہا کی گرتی لگی
کہ کیونکہ یہ احوال اب شہ سی جا
گرا خاک پر کہکی ہای ای پسر

زلیخا پکڑ ہات تو بس رہ گئی
کلی کی طرح سی بکس رہ گئی

ہوا الغم جو یوسف پڑی جب یہ دہوم
کیا خادموں نی محلمیں ہجوم

گیا شہر کی وہاں کا جہی وہی تہا
عزیز وہاں سی وہ یوسف گیا

گئی لی وہ شہ کو لب بام پر
دکہایا کہ ہوتا تہا یہاں سیمبر

یہی تہی جگہ وہ یہاں سی گیا
کہا ہائی بیتا یہاں سی گیا

میری نوجوان ہیں کیدہر جاوں پہیر
نظر تو کی مجھہ پر نہ کی بی نظیر

عجب بحر غم میں ڈوبا مجھی
عرض جاں سی تو نی کہویا مجھی

کروں اوس قیامت کا کیا میں بیاں
ترقی میں ہر دم تہا شور و فغاں

لب بام کستر جو بکسیر ہوئی
تلی کی زمیں ساری اوپر ہوئی

شب اودہی وہ اسطرح سوتی گئی
رہی آدہی باقی سو روتی گئی

عجب طرح کی شب تہی ہاں وہ
قیامت کا دن تہا یہی رات وہ

سحر کی کیا جب گریباں جاک
اوڑانی لگی ملکی سب سر پر خاک

اوٹہا ہر طرف شہر میں شور و غل
کہ غایب ہوا اس چمن سی وہ گل

غم و درد سی دل جو سبکا بہرا
ہوا شہر سارا وہ ماتم سرا

لیا لپکہ وہ سرو اس باغ سی — نظر ہول اٹی لگی داغ سی

اکڑ ناگی سرو سب اپنا ہول — اوڑا لی لگیں قمریاں سر پر ہول

صدا اب جو کوی اوہوں کی سنی — تو کو کو آذیکی جگر یک پہٹی

ہوی خشک اور زرد ساری نہال — ثمر لگ کی پاتوں ہوی پایمال

ترا یہی بلبل کا دل ہت کپ — کلولکا جار ورسی ہت کپا

لگی اگ لالہ کی دلکو تمام — دیا اگ بین پہک غیر لکا جام

وہ لبریز ہریں جو تہیں حب بجا — سوا انکہونکو وہ رہ گیں ڈبڈبا

ترا ماتم اوس باغ میں لساکہ سخت — ہوا انحل ماتم تمامی درخت

لگی تہی جو بیتی درختوں کی ساتہہ — وہ ہل ہل کی ملتی تہی اپس میں ہاتہہ

گری غم سی انگور بیہوش ہو — تڑی ساری سب وہ سبہ پوش ہو

اوچہلتی تہی فوارہ اوسکی جو وہان — گیا سب نکل اوسکا تاب و توان

قرہ پر جو کچہ اشک تہی جہڑ گی — غرض رو رو کی کتری تڑ گی

ہوا حال چشمو کا سان یک تباہ — گیا رخت پانی نی اپنا سیاہ

کہان وہ کوئیں اور کیدہر الشار — کوئی ڈلمیں پرتی کوئی قوارہ مار

نہ گلگونہ عالم نہ وہ قمری
جہاں رقص کرتی تھی طاوس باغ
منقش جہاں تھی وہ رنگیں مکان
گلوں کی طرح کھلرہی تھی جو دل
خزاں کا الم دلمیں جو آگرا
نہ غنچہ نہ گل نہ گلستاں رہا
نہیں ایک صورت پر کوئی مدام
لٹایا بہت باپ کی مال و زر
وزیروں نے دیکھا جو احوال سیاہ
کیا کو جدائی گوارا نہیں
نہیں خوب اتنا نہیں اضطراب
خدائی جانئے اسمیں کیا بھید ہی
خدا کی خدائی کو معمور ہی
کیا سب نے سمجھا کے اوس شاہ کو

نہ وہ آبجو میں نہ سبزی ہری
لگی کولنی اون منڈیروں پر زاغ
ہوئی سب وہ جوں دیدۂ خوں چکاں
سو وہ سب خزانسی ہوئی مضمحل
جگر برگ گلکی طرح چھتر پڑا
فقط دلمیں ایک خار ہجراں رہا
اوستی کی غرض ذات کو تھی قیام
ولیکن نہ پائی کچھ اوسکی خبر
کہ ہوتی ہی اب اوسکی حالت تباہ
ولیکن خدائی سی چارہ نہیں
نصیبوں سی ملجائی شاید شتاب
یہہ کہتی ہیں جینیکو امید ہی
غرض اوسکی نزدیک کیا دور ہی
کہ دیکھو گی ہم اپنی اوس ماہ کو

سدا اکیلیاں دم گذرتا نہیں | کوئی ساتھ اور تو بلی ورنا نہیں
یہہ کہہ اور شہ کو تھا بحث پر | ہر نوع رہی گلی بلد گر

ذرا خضر رہ تو ہی ہو ہے فنا | مجھے دیکھی می لیوح اوسکا بنا
نہائی کہیں یہاں تو اوس گلکی بو | کرون اب پرستان میں جستجو
اوتری جو پری وہاں سی لیکر اوسی | اوتارا پرستان اندر اوسی
وہاں ایک تھا سبز کا اوسکی باغ | کہ جس کی گلوں سی ہو تازہ دماغ
رباحین کل اوسمیں انواع کی | طلسمات کل اوسمیں انواع کی
طلسمات کی ساری دیوار و در | نہ بہا لگی سی کوشی نہ بہا لگی ہی گہر
طلا او منقش مشبک تمام | یہہ کیا ہو جو ہو دھوپ کا اوسمیں نام
گری جہیں وہاں اس لطافت سی دہوپ | نہ زردی کا جیون رنگ القاسنا روپ
نہ آتش کا خطرا نہ پانی کا ڈر | نہ سردی نہ گرمی کا اوسکو خطر
جڑی آورلی سب گلونکی مکان | جہاں جا میں تجلی رکہہ دیں وہاں
درخشندہ ہر سقف دالان کی | کہ دیوار جیسی چراغان کی

زمیں وہاں کی ساری ہے جواہر نگار
اوہر میں چمن اور ہوا میں بہار

کسی کو معوض جسے کرنا اشتیاق
نظر اوے وہ چیز بالائے طاق

جواہر کی اور زر کی وحش و طیور
خراماں ہر یک صحن میں دور دور

ہر یک ڈھنگ ساری وہ حیوان ہو
کریں رات کو کام انسان ہو

لگی ہر طرف گوہر شب چراغ
وہی دن کو گوہر دیسے جیب چراغ

پری پیکری سی کچوں کی نمود
ادسی دیکھ عاشق ہو چرخ کبود

بنائی ہوئی حال باہم نہال
گل و غنچہ وہاں کی تھی دور از خیال

صدا ایسی اپ گرنال کی
کہیں ناچ کی اور کہیں تال کی

رہے وہاں کی حجرو نکا جو در کھلا
تو دنیا کی باجوں کی آوے صدا

اگر بند کر دیجے ایک بار
تو جوں ارغواں راگ نکلے ہزار

معانو میں مخمل کا فرش و فروش
بخط سلیمانی اون پر نقوش

طلسمات کی پردے اور چلونیں
ارادہ پر دل کے او تہیں اور گریں

خواصیں پریزاد او یمیں تمام
ہر یک گرد گرد او سن پر کی مدام

سبز ہر ہنگلا مرصع نگار
سراپا ہر یک گہر آبدار

زلیخا سا نزا و لکھا اوسمیں ملک
قضارا کہلی اپلہ اوس گلگی جو
نہ وہ شخص دیکھا نہ وہ ابہی خب
اجنبی کا جو جواب زلیخا وہاں
زبس تہا وہ لڑکا یہ سمجہا ہی کچہ
سرہانی جو دیکھی مہ چاروہ
کہا کون ہی تو یہ لشکا ہی گہر
پیراہنہ کو اودرلی اوڈہی سی نقاب
خدا جانی تو کون ہیں کون ہون
براب توہی تو میری مہمان گہر
یہہ گہر کو لہ میرا ہی تیرا نہیں
تیری عشق نی مجھکو شیدا کیا
جدا کر تیرا کسی شہر و دیار
پڑی ہو یہاں اور یہہ پریشان ہی

کہیلا حسن ہی اوسکی مکھکی کا یک
نیا ہی وہاں شہر کی اپنی تو
تعجب سی ایک ایک کو تک رہا
لگا کہنی یارب میں آیا کہاں
ہوا کچہ وہ دلگیر حیران ہی کچہ
کہ ہی اجنبی سی وہ ایک ریمک مہ
لی آیا مجھی کون گہر سی ادہر
زیا اوس پری نی یوں ہنسکر جواب
مجھی ہی تعجب ہی میں کیا کہون
لی آئی ہی مجھکو قضا و قدر
براب گہر یہہ تیرا ہی میرا نہیں
تیرا غم ہبری دلمیں پیدا کیا
یہہ بندی تجی لائی ہی تقصیر وار
یہاں سب یہہ قوم بنجان ہی

کہاں صورت جن کہاں شکل انس ۔ غرض پھر ہی صحبت غیر جنس

پری کو ہوئی شادی اوس سے کو غم ۔ بہ لاچار کیا کر سکی وہ صنم

کبھی یوں ہی ہے گردش روزگار ۔ کہ معشوق عاشق کی ہو اختیار

غرض دلکو جیوں تیوں لگایا وہاں ۔ کہا اوسنے جو کچھ کہا اوسنے ہاں

ولیکن نہ عقل و نہ ہوش و حواس ۔ رہی وحشیوں کی طرح وہ اوداس

کبھی اشک انکھوں میں بھر لائی وہ ۔ کبھی سانس لیکر لیہی ہی وہ

وہ محلوں کی جھلکیں وہ گھر کا سماں ۔ رہی روبرو دہیاں میں ہر زماں

وہ شفقت جو ماں باپ کی یاد آئی ۔ تو رو رو کے آنکھوں کو دریا بہای

کبھی اپنی تنہای پر غم کری ۔ کبھی اپنی اوپر دعا دم کری

کری یاد جب اپنی یار و حشم ۔ فغاں زیر لب وہ کری دمبدم

بہانی سی دن رات سویا کری ۔ نہو جب کوئی تب وہ رویا کری

غرض اضطراب اوسکو ہر حال میں ۔ کہ جیوں مرغ تڑپے پڑا جال میں

غرض ماہ رخ اوس پرلگا تمام ۔ پدر سی کیا تھا سو پوشیدہ کام

کبھی گھر میں رہتی کبھی تھی یہاں ۔ کہ تا راز اوسکا نہوئی عیاں

زبس وہ پری تہی نہایت ذی شعور ۔ نئی چیزیں لاتی تہی اوسکی حضور

عجایب غرایب پرستان کی ۔ دکہاتی تہی ہر شب اوسی لا کی

نئی ساز و ہاتی نئی راگ و رنگ ۔ کہ تا دل لگی اور نہ ہووی وہ تنگ

نئی کہانی اور میوہ اقسام کی ۔ مہیا سب اسباب آرام کی

نئی کشتیان زر و پوشاک کی ۔ خوش اوس سی سدا جان غمناک کی

شرابوں کی شیشہ جو بہر طاقچین ۔ گزک وہ نہ نقلین جو آقا قچین

شراب و کباب بہار و نگار ۔ جوانی و مستی و بوس و کنار

نہ تہا اور کچہہ غم تو اوسکو وہان ۔ بغیر از غم دوری دوستان

اوسی غم سی گہل گہل کی مرتا تہا وہ ۔ سدا شمع سان آہ کرتا تہا وہ

ادہر چار ناچار جہکتا تہا وہ ۔ ولی غیر جنسی سی رکتا تہا وہ

پری وہ جو تہی دل لگائی ہوئی ۔ وہ بیٹہی تہی اوسکو اوڑائی ہوئی

وہ تہی نازنیں بہی نہایت عقلمند ۔ نہ کہینچی سی کچہہ اوسکی ہوتی تہی بند

کہا ایکدن اوسنی ای بی نظیر ۔ میری دام مین تو ہوا ہی اسیر

تو ایک کام کر ایک پہر کہین ۔ کیا کر تو تک سیر روی زمین

تو رک رک کی دلکو بکڑا ہی بند
سحر شام جاتی ہو نہیں باپ پاس
یہہ گہوڑا ہیں دیتی ہوں کلکا تجہی
اگر شہر کی طرف جاوی کہیں
تو ہر حال ہو جو کہکار کا
کہا کیونکہ میں تمکو جاونگا بہول
کہا ماہ رخ نی کہ ہی تیری بخت
جو اوتری تو کل اوسکا یون جہور تو
زمیں سیتی لگا آور تا آسمان
کہوں کیا میں اوس اسب کی جو بیان
اوڑا کل کی گہوڑا فلک پر ہوا
نہ کہاوی نہ پیوی نہ سووی کبہی
نہ خشری نہ کمری نہ تب لو رہ
نہ تڈ لگا نہ موتر لگا خلل
نہ بہوکی کہیں تیری دلکو گزند
اکیلا تو رہتا ہی ایں جا او داس
ولیکن یہہ دی تو چلکا تجہی
دیا دل کسی سیتی لگاوی کہیں
وہی حال ہو جیسی دلدار کا
مجہی جو کہا تمہی سب ہی قبول
کہ تخت تجہی ہیں سلیماں کا تخت
جو ہر علس جا ہی تو یوں موڑ تو
جہاں جاہو جا یو تو وہاں
جہاں جاہو جا یو تو وہاں
جو کہی تو کہی اوسہی باد پا
نہ ہالی نہ بیمار ہووی کبہی
نہ دہ کہہ لیک اور نہ حد موڑ وہ
نہ ہیٹ نی او پر ستار لگا بل

[illegible]

نہ سایا نہ پاکن نہ ہوں لگا ڈر | ہر ایک خوف سی وہ عرض کی خطر
یہہ گہوڑا جو اوس کل کا تہا جس کا | فلک سیر تہا نام اوس رخش کا
سر شام وہ بی نظیر جہان | اوسی رخش پر ہو کی جلوہ کنان
ہر یک طرف سی ہو گذرتا تہا وہ | وہی یک بیک پہر سیر کرتا تہا وہ
پہر جب کہ جہانکو پہرتا شتاب | کہ پہر قہر ہی ماہ رخ کا عتاب

رفتن شاہزادہ بطرف باغ و فرود آمدن انجا

گیا پہر ہی تو ای ہوای شوخ رنگ | کہ اپنا ہون میں ہنسی ہنسی نہ ننگ
پلا جہکو اور کوی تیز تند | کہ ہوتا چلا ہی پیرا وسن کمند
میرا تو سن طبع تو پر لگا | مجہی ہا نسی لی چل فلک پر اوڑا
سنو ایکدن کا یہہ تم واردات | گیا سیر کو بی نظیر ایک رات
ہوا ناگہاں اوسکا ایک جا گذر | سہانا سا ایک باغ آیا نظر
سفید ایک دیکہی عمارت بلند | کہ ہی نور میں چاندنی سی دو چند
وہ چتکی ہوی چاندنی جا بجا | وہ جاڑی کی آمد وہ ٹہنڈی ہوا
وہ نکہرا فلک اور مہہ کا ظہور | لگا شام سیتی صبح تک وقت نور

یہہ عالم جو پایا تو کوٹھی پہ آ — اوترا اپنی گھوڑسی اور پھر جھکا

لگا جھانکنی اوس مکانکی تئیں — کہ دیکھوں تو یہاں کوئی ہی یا نہیں

جو دیکھا تو ایک کچھہ آیا نظر — کہ سب کچھہ کیا اوسکی جیسی اوتر

کہا جیسی اپنی جو کچھہ ہو سو ہو — ذرا چلکی اس سیر کو دیکھیو

یہہ کہہ نیچی اوترا دبی پانو وہ — نظر سی بچائی ہوئی جانو وہ

الگ کیول ہاتہوں سی وہاں کی کنوار — چلا سایہ سایہ درختوں کی اتر

تہی ایکطرف گنجان باہم درخت — کہ بیٹھی ہوں جسطرح مشتاق سخت

لگی وہانسی جب کی گرنی نظر — درختوں سی جیوں ماہ ہو جلوہ گر

جو دیکھی تو صحبت عجب سی وہاں — عجب چاندنی سی عجب ہی سماں

عجب صورتیں اور تہہ محل — چلا دیکھتی ہی دل اوسکا نکل

ملی جنس کی اپنی جو اوسکو بو — لگا تکنی حیرت سی حیران ہو

نظر آئی وہاں چاندنی کی بہار — کہ آنکھوں نی کی خیرگی اختیار

در و بام ویسی ہی ساری سفید — ہر ایک طاق محراب صبح امید

موقق زمیں پر تمامی کا فرش — چمک جس کی لی فرش سی تا بعرش

کی اوسکی عالم پہ جب دم نگاہ
اور آئی نظر اوسمیں ایک رنگ ماہ

طرح اوسکی ہر دل کی مانوس تھی
کہ گویا وہ شیشہ کی فانوس تھی

ہر ایک سمت وہاں نور کا اژدہام
لگی آئینہ قد آدم تمام

ملبب وہ جو ہر کی پاکیزہ نہر
بری چشمہ ماہ سی جسمیں لہر

لب نہر پر صنعت جو غور کی
تو پتھر ہی سی تھی ایک بلور کی

پتری اوسمیں فوارہ چھتی ہوئی
ہوا میں موتی سی لیتی ہوئی

مقرض تیرا اوسمیں منقش ہو
گرا ماہ وہاں رشک سی ریزہ ہو

لئی گرد منقش جھوتی تتری
ہر ایک مہ ستارہ اوتر اوپن گتری

عوض اپنی صنعت سی تار و پلکو نور
زمیں کو فلک کا بناتی تھی جو ر

ہوا اوسمیں وہ جو گنو نسی جھلکی بہم
ملیں جلوہ مہ کو زیر قدم

فقط چاندنی میں کہاں طور یہہ
کہ طرح نہ جب تک ملی اور یہہ

زمانہ زر افشاں ہوا زر فشاں
زمیں سی لگا آسمان زر لشاں

گل و غنچہ نسرین و باغ خروشا
زمیں جمن سب جبین عروس

خرامان زری پوش ہر ماہ وش
کریں مہر و مہ دیکھ کر جسکو غش

کترا ایک نگیرہ زر نگار / کہ تہی جس کی جہالر پر موتی نثار

جڑاؤ وہ ایستادہ الماس کی / ڈہلی ایک سانچہ کی ایکراس کی

کہیں ہر طرف ڈوری زرتار کی / لڑی جیوں کناری کی ہو ہار کی

کہوں کیا میں جہالر کی اوسکی پھبن / کہ سورج کی ہو گرد جیسی کرن

ہمرق بچھی مسند ایک جھلملی / کہ تہی چاندنی جسکی قدموں تلی

نہ پھولی سمائی تہی تکیہ وہ ہری / کہ تہی وہ فقط حسن ہی سی بہری

بلوریں صراحی و جام بلور / دل و دیدہ وقف تماشاء نور

زمین نور کی آسمان نور کا / جدہر دیکہو اودہر سماں نور کا

چمن سارے داؤدیونسی بہری / جوانان شبو کی ہر جا کہڑی

ستاروں کا مہتاب میں حال یوں / کہ جوئی میں پانی کا قطرہ ہی جیوں

اگر کیجئے سایہ اوپر نگاہ / تو ہی وہ ہی جیوں سایۂ مہر و ماہ

کری ہی نگہ جس طرف سی گذر / تو جز نور آتا نہیں کچہہ نظر

کری کوئی سی حسن کو انتخاب / ہر ایک آینہ میں ہی ہی ماہتاب

نظر جس طرف جائی نزدیک دور / اوسی ایک مہ کا ہی ہر جا ظہور

لکھل اپسی وحدت سیتی کثرت میں آئی — وہی نور ہی جلوہ گر جا بجائی

نئی رنگ سیتی ہر طرف ماہتاب — وہی ایک نکتہ کی حسن کی کتاب

حقیقت کی لیکن بصارت ہی ہو — کہ دیکھی نہ اوسکی سیوا غیر کو

دیدن شاہزادہ بدر منیر را

چلا لی پہری سامنی سیت قبا — مہ چاردہ کو دیکھا کر پلا

کہ دیکھی سی جسکی ہو دل کو سرور — نظر کام کر جاہی نزدیک و دور

کرون اوس مقابل میں کا بیان — کہ ہی بعد خاتم نگیں کا بیان

وہ مسند جو تھی موج دریای حسن — وہان دیکھی ایک مسند آرای حسن

برس پندرہ ایک کا سن و سال — نہایت حسین اور صاحب جمال

خواصین کھڑی ایدہر اودہر تمام — ستارونکا جیون ماہ پر اژدہام

وہ بیٹھی تھی سج دہج بنای ہوی — دل اوس چاندنی پر لگای ہوی

اودہر آسمان پر درخشندہ مہ — ایدہر یہہ زمین پر مہ چاردہ

پڑا عکس دونوکا جو نہر بین — لگا تو تنی چاند ہر لہر بین

نظر آئی اپنی جو اکبار چاند — زمانہ کی مہ سی لگا چار چاند

عجب طرح کا حسن تھا جانفزا — کہ مہ روبرو جس کی تھا تاک رہا
کہوں اوسکی پیشواز کا کیا بیان — فقط ایک پیشواز آب روان
زبس موتیوں کی تھی سنجاف کل — لگی تو کہ تھی تھی موتی ہیں تل
اور ایک اوڑھنی جوں ہوا یا حباب — جیسے دیکھ شبنم کو اوسکی حجاب
صباحت صفا جسمیں جھلکی ہوی — تری سر پہ کامدنی ڈہلکی ہوئی
گریبان میں ایک تکمہ الماس کا — ستارا سا مہتاب کی پاس کا
وہ کرتی وہ انگیاں جواہر نگار — نیا باغ اور ابتدا کی بہار
جھلک پائجامہ کی دامن سی یوں — نظر اوی آئنہ میں برق جیوں
صفائی وہ پوشاک کی دیکھیو — نظر سوجھ میں نہی کہ میلی ہو
وہ ترکیب اور جاند سا وہ بدن — وہ بازو پہ ڈہلکی ہوئی نورتن
جڑاو وہ بالی کی نالہ کنار شک — وہ موتی کی مالہ کی عاشق کا اشک
وہ ابہو لسائی ستی وہ رنگا کی لو — کرن پھول کی اور بالی کی جھوک
وہ موتی کا دورا وہ موتی کا ہار — سدا اشک عمدیدہ جس پر نثار
نگاہ دیکھ کلی ہیچ ترتیب لڑا — سراسر گلی حسن اوسکی بڑا

جہانلگ بولکا کروں کیا بیان ۔ کہ اوتہنی نہیں ہاتہو نیسی اوسکی فن

جڑاو دیکتی وہ چمپا کلی ۔ رہی بیٹہتی الماس کو بیکلی

تلی اوسکی موتی للی گرد گل ۔ کہ جیوں شبنم آلودہ ہو برگ گل

جواہر سیں مینا کی ہیکل جڑی ۔ کمر اور کولہی کی ہنچی پڑی

فقط موتیوں کی پڑی پازیب ۔ کہ اوسکی قدمسی گرپای ریب

کیسی کی کہاں ہاتہ وہ پای ای ۔ جواہر جہاں پانو تیز تر کی جای

سراپا زبان ہوا گر مرا تن ۔ سراپا میں اوسکی کہوں کیا سخن

سب اعضا بدنکی ہواہی درست ۔ ہر ایک کام میں اپنی چالاک چست

جہاں راستی چاہی تہا راستی ۔ کجی جس جگہ چاہی وہاں کجی

وہ ہر اجیسی دیکہہ داغ کہاسی ۔ وہ نقشا کہ تصویر کو حیرت آی

جو کچہہ چاہی تہک تاک سکتی سی انگ ۔ نزاکت بہری آتی کا سارنگ

کچہہ ایک نکست اور کچہہ ایک ہاتک ۔ غرض ہر طرحمیں اونوکی پہبن

کرشمہ ادا غمزہ ہر آن میں ۔ غرض دلبری اوسکی قربان میں

تغافل حیا ناز و شوخی غرور ۔ ہر ایک اپنی موقع سیں وقت ضرور

تبسم ترحم تکلم ستم
موافق ہر ایک حوصلہ کی کرم

قد و قامت آفت کا تا کر اتمام
قیامت کری جسکو جہک جہک سلام

کمر کو کہوں کیونکہ ہیں اوسکی ہیچ
نہ اوی نظر تو ہی قسمت کا پیچ

وہ رخسارہ نازک کہ ہو عاری لعل
اگر اوس پر بوسہ کا کدہی خیال

وہ ابرو کہ محراب دیوان حسن
جہکی شاخ نخل گلستان حسن

نگہ آفت چشم عین بلا
فراوی صفو کی اولٹ پر بلا

دُر گوش جب اوسکا تابندہ ہو
صدف کا دل صاف شرمندہ ہو

وہ بینی کہ جس کی نہیں کچھ نظیر
ہی انگشت قدرت کی سیدہی لکیر

نہیں زیب بالیں کو ہاں کچھ حساب
بیاض گلو سب کی ہاں انتخاب

وہ بازو وہ ساعد ہی گول گول
برابر ہو الماس کی جیغا مول

وہ زانو کہ آجاوی گر اوس بیر
تو ہر عمر بر ہاتہ زانو کی سمانیہ

زلیس مثل آئینہ تہا اوسکا تن
کبھی تو کہ تہی صاف عکس دقن

وہ دست حنا بستہ خوبی کی باس
شفق ہوی جیوں صبح سی آفتاب

وہ ساق بلوریں وہ انداز پا
ہری ہر سحر چشم دلمیں ندا

وہ اٹھکھیلیاں اور اوسکی وہ چال | کہ دل جیسے عالم کا ہو پایمال

بنا کبک کیسے گو چال لائے | کہاں پر وہ رفتار کو اوسکی پائے

الگ چال اوسسے کوئی کیا چلے | تہے انداز سب اوسکے پاؤں تلے

عجب پشت پا صاف انگشت پا | کف پا دکھاوے اوسے پشت پا

موق جواہر سے ایک ہفت کفش | نہ وہ ہفت پا بلکہ یا ہفت کفش

یہہ قد لگا اوسکی جو دیکھا خیال | کہا شاہزادہ نے یا ذو الجلال

درختوں سے وہ دیکھتا تہا نہاں | کسیکی نظر جا پڑی ناگہاں

جو دیکھا تو ہے ایک جوان حسین | درختوں کے ہے اوٹ مین مہ جبین

یہہ چرچا جو پہلا تو ظاہر ہوا | ہر ایک حال سے اوسکی ماہر ہوا

یہہ سن ایک سے ایک وہاں سب گئی | بہرس برگ گل کی طرح غنچہ لب

جو دیکھی تو شعلہ سا روشن ہے کچھہ | درختوں کا روشن ہے اگن سا کچھہ

کسینے کہا کچھہ نکلی ہے بلا | کسینے کہا چاند ہے آ چھپا

لگی کہنے تہا کوئی آیا کوت | ستارا اترا ہے فلک پر سے ٹوٹ

کسینے کہا ہے پری یا کہ جن | کسینے کہا ہے قیامت کا دن

ہوی صبح شب کا گیا اوتہہ حجاب
درجھو نمیں نکلا ہی یہہ آفتاب

کیسنی کہا دیکھو ای بوا
کہڑا ہی کوئی صاف یہہ مرد وا

کیسنی کہا یہہ تو دلدار ہی
کیسی نی کہا یہہ کچھ اسرار ہی

یہہ الیسین باتیں جو بولی لگی
اشاروں کی باتیں جو بولی لگی

گی بابت یہہ شاہزادی کی گوش
یہہ سنتی ہی جا بارہا اوبکہا ہوش

کہا میں تو دیکھوں یہہ کیکر اوتہی
کیا سنسناجی تورہ کراوتہی

خواصوں کی کاندہی پر دہر اپنا ہاتہہ
عجب ایک اواسی چلی سات یہہ

کچہ ایک ہول سی خوف کہاتی ہوی
دڑک اپنی دلسی ستاتی ہوی

کی ہمدمیں تہیں وہ کچہ تہر ہیں
دعائیں وہ پڑہ پڑہ کی آگی بڑہیں

گی جب وہ دل اپنا کری کر خت
وہاں جس جگہہ تہی وہ باہم درخت

لگیں جہانکنی سب کی سب وہ ستر
یکا یک نظر آیا وہاں کی سطر

جو دیکھی تو ہی ایک جوان حسین
کہڑا ہی وہ آینہ سا مہہ جبین

سرکنی کا نہ تہور وہاں سی تہانو
دی حیرت عشق کی گاڑ پانو

بریں بندرہ پاک سولہ کا سن
مرادوں کی دایتیں جو الی کا دن

نئی پیت لب پر مسّی کی نمود ‌ ‌ بنا آتش لعل شیرین کا دود

کلیمیں تیرا نیمہ سنہم کا ایک ‌ ‌ بدن تے عیان نور عالم کا ایک

تمامی سنجاف جلوہ کنان ‌ ‌ کہ جیون عکس مہ زیر آب روان

دراحدار ایک سر پر تہا سجا ‌ ‌ تمامی کا تہکا کمر سی بندہا

عجب ہیچ پیچ سی پیچ عشق ہی ہل ‌ ‌ کہ ہر پیچ پر پیچ کہاتا ہا دل

جواہر کا تکمہ کلیسی لگا ‌ ‌ ستارا ہو جیون صبح کا جگمگا

وہ موتی کا لٹکن جواہر کی ہر ‌ ‌ لٹک جبس کی زیبندہ دستار پر

کہیچی ابرو اور چشم مست غرور ‌ ‌ بہری گال خورشید چہرہ پر نور

عیان جیتنی اور جالی گگا تسی ‌ ‌ نمود جوانی کی ہر بات سی

وہ گورا بدن صاف سرکب وار ‌ ‌ بہری قد پر نو رس کی بہار

ایک الماس کی ہاتہ انگشتری ‌ ‌ سراسر حنا دست پاون لگی

عیان جیتنی بدن ایسا دکتا ہوا ‌ ‌ گل باغ خوبی جہلتا ہوا

جوانی ہی سب کا سمان رحل ‌ ‌ اگر زلف کی اور کاکل کی بل

قیافہ سی ظاہر سراپا شعور ‌ ‌ جبیں پر برستا تہی عشق کا نور

ولی عشق کا تیر کھائی ہوئی
لگا او دل کیسی پر لگائی ہوئی

یہہ دیکہا جو عالم تو غش کر گئین
وہ جیتی جو آئین تہین سب مر گئین

شتابی سی جا کر کہا یہہ کہ حال
کہ ای شاہزادی صاحب جمال

عجب سیر ہی سیر جہتا ہمین
یہہ عالم تو دیکہا نہین خواب مین

کہی سی ہماری نمانو گی تم
جو دیکہو گی انکہون تو جانو گی تم

اوٹہا پانی گلگونا جلدی لگار
نہ جاوی کہین ہاتہ سی یہہ بہار

کہین اور کچھ تم نکیجو ہراس
چلی آ تو تک اون درختو کی پاس

گئی اوس جگہ جب وہ بدر منیر
اور اوسنی وہ دیکہا نشہ بی نظیر

گئی دیکہتی ہی سب اوسمین مل
نظر سی نظر جیسی جی ویسی دل

غرض بی نظیر اور بدر منیر
گری دونو آپس مین ہو کر اسیر

نہ تن اپنی کی کچھ رہی سدہ اونہی
نہ کچھ اپنی من کی رہی بدہ اونہی

تہی ہمراز ایک اوسکی دخت وزیر
نہایت حسین اور قیامت شریر

زبس تہی ستارہ سی وہ دلربا
اوسی لوگ کہتی تہی نجم النسا

شتابی سی لا اوسنی چہڑکا گلاب
تب آئی تنون مین ذرا اوسکی تاب

وہ اوٹھتی تو اوٹھتی یہ حیران ہو / گل شبنم آلودہ گریان ہو

وہ ٹھہرا وہ دل شدہ بھی ٹھٹھک / وہیں رہ گیا نقش پا سا جھجک

کہ وہ نازنیں لچکے جھجک سے چھپا / کمر اور چوٹی کی عالم دکھا

چلی اوسکے آگے سے منھ موڑ کر / وہ میں نیم بسمل اوسے چھوڑ کر

وہ گندی وہ شانا و پشت و کمر / وہ چوٹی کا کولہے پہ آنا نظر

در تعریف مو

پلا ساقیا ساغر مشک بو / کہ مجھکو ہے درپیش تعریف مو

سر شام دے ہے یہاں تک شراب / کہ مستی میں دیکھوں رخ آفتاب

کروں اوسکے بالوں کا کیا میں بیان / یہ دیکھا کسی رات میں یہ سمان

وہ زلفیں کہ دل جنمیں اولجھا رہے / اولجھنے سے جسکی سلجھا رہے

وہ کنگھی وہ چوٹی کھچی صاف صاف / کنارے کا بھی چمکتا مصاف

کہوں اوسکی چوٹی کا کیا رنگ ڈھنگ / کہ جیوں اژدری ہیں جھمکی کا رنگ

نمایاں ہے یوں اور ہی سی جھلک / کہ جیوں ابر میں برق کی ہو چمک

مباف زری نے کیا ہے عجب / دیا ہے گرہ دلکو دنبال شب

سنگاروں میں کو سب سی ہی وہ اوبار — یہ کہتی ہیں چوٹی کا اوسکی سنگار

نہو کیونکی چوٹی کا رتبہ بڑا — کہ ایک نور ہی اوسکی سچی بڑا

گل سنبل اوسپر سی قربان ہی — کہ اوسکی لٹک میں عجب آن ہی

پڑی ہی زبس سحر سی اوسکی نہنہ — شب و روز کو دیکھا اوسنی گانٹھنہ

ولی ہاتہ آنا ہی اوسکا کٹھن — کہ ہی فی الحقیقت وہ کالی ناگن

اولٹ کر ہنگی اوسی ہوشیار — کہ وہ ایک ستارا ہی دنبالہ دار

وہ پیٹہ اوسکی شفاف آئینہ سان — لس اوپر وہ چوٹی کا پڑنا وہاں

کہوں اوسکی عالم کا کیا ماجرا — کہ جیوں ہوی دریا پہ کالی گھٹا

بھری تھی دنوں سی زبس اوسکی مانگ — بہت دل لئی اوسنی گنگا سی مانگ

دل عاشق اوس پر سی قربان ہی — کہ مشاطہ کا اوسپر احسان ہی

غرض حسن کا اوسکی ہی شب بھید — جو چاہی کری وہ سیاہ و سفید

کری سرخ جو کوئی اوسمیں شگاف — کری خون دل اپنا اوسکو معاف

کیا قتل کو اوسنی دلکو تو کیا — شفق کا ہی شام پر خون بہا

کہاں تک کہوں اوسکی چوٹی کی بات — کہ تہورا ہی سالک اوپر تیری سی رات

دیا سعو گو گرچہ ہر بار طول
ولیکن یہ ہو عرض میری قبول

بہت ہو سکافی جو کی میں نے یہان
کہانی کی جا گہہ نہیں درمیان

اب اپنی ہیح سے باہر آتا ہوں میں
سمان ایک تازہ سناتا ہوں میں

غرض وہ موتی جب دیکھا اپنا بال
تو گویا کہ مارا محبت کا جال

ادائیں سب اپنی دکھاتی چلی
چھپا منہ کو اور مسکراتی چلی

غضب منہ پہ ظاہر ولے جی میں چاہ
نہان غصہ آہ آہ اور عیان واہ واہ

یہ ہی کون کم بخت آیا جو یہان
میں اب چھوڑ گھر اپنا جاؤں کہان

یہ کہتی ہوی ان کی آن بین
چھپی جا کی اپنی وہ دالان میں

دیا ہاتھ سے چھوڑ پردہ شتاب
گیا ابر تاریک میں آفتاب

کہ اتنے میں آگر وہ دخت وزیر
فسون پڑھ کر بولی کہ بدر منیر

مجھے جو چلی تو خوش آئی نہیں
تیری ناز بیجا یہ بھاتی نہیں

میری طرف تک دیکھو ٹک ہی
مثل ہے کہ من بھائی منڈیا ہلائی

کہا ہے اگر تو نے کہا مل اوسی
تو اب چھوڑ تہمت نیم بسمل اوسی

تک ایک خط او تمہارے کا لی تو
فرا دیکھ اپنی حوالی کا تو

می عیش کا جام اب نوش کر — غم دین و دنیا فراموش کر

یہہ سن یہہ جوانی یہہ جوش و خروش — غفور ہست ایزد تو ساغر بنوش

پلا ساقیا می گل اندام کو — نکہہ پیا تہہ گردش میں لا جام کو

کہاں یہہ جوانی کہاں یہہ بہار — یہہ جوبن کا عالم رہی یادگار

سدا عیش دوران دکہاتا نہیں — گیا وقت پہر ہاتہہ آتا نہیں

سبہی یون تو دنیا کی ہین کاروبار — ولی حاصل عمر ہی وصل یار

کہاں جاہ والی ہین یوسف عزیز — اری یا ولی جاہ میں کر تمیز

خوشا وہ زمانہ کہ دو ایک جگہ — کرین بلکہ گر جلوہ مہر و مہ

تیری گہر مین آیا ہی مہمان غریب — یہہ ہی واردات عجیب و غریب

شتابی ہی مجلس کو تیار کر — تو اس گل سی گہر رشک گلزار کر

شب و روز پی ملکی جام شراب — مہ و مہر کو رشک سی کر کباب

یہہ سن کی وہ نازنین مسکرا — لگی کہنی اچہا بہلا ری بہلا

مین سمجہی تیرا دل کیا ہی ادہر — بہانا تو کرتی ہی کیون مجہہ پہ دہر

لگی کہنی تب ہنسکی وہ ماہ وش — ہوئی تہی اوسی دیکہہ مین ہی تو غش

تمہیں لی تو جہر کا ہا محبہ بر کلان — بہلا میری خاطر ہا و شتاب

یہہ آلپسہیں رمز و کلی باتیں ہوئیں — اشارو کی باہم جو کہاتیں ہوئیں

بولا لائی جا اوس جوان کی تئیں — کہا ہر بان اپنی ہما کلی تئیں

بلا ایک مکانمیں بٹہایا اوسی — محل کا سمان سب دکہایا اوسی

بہر اوس نازنیں کا پکڑ اوسنی ہاتہہ — بٹہایا ہی لا آخرش کل کی ساتہہ

جشن نمودن بی نظیر با بدر منیر

پلا ساقیا مجہکو صہبای عیش — ملی ہی نصیبو نسی یہان جای عیش

بہم ملکی بیٹھی ہین دو رشک مہ — قران مہ و مہر ہی اس جگہہ

ہر ایک برج رشک گلستان ہی آج — بہار وصال غریبان ہی آج

بزور اوسکو لاکر بٹہایا وہان — نپوچہہ اوسکہری کی ادا کا بیان

وہ بیٹھی عجب ایک انداز سی — بدنکو چورائی ہوئی ناز سی

منہ انچل سی اپنی چہپائی ہوئی — لجائی ہوئی شرم کہائی ہوئی

پسینا پسینا ہوا سب بدن — کہ جیون شبنم آلودہ ہو یاسمن

گہری دو تلک وہ مہ آفتاب — رہی شرم سی پائی بند حجاب

اوٹھو پلکی روکی بیٹھی سستی خفا ہوئی دل میں اپنی وہ نجم النسا

گلابی کو لا اوسنی آگی دھرا پیالہ کو پہر جلد اوسنی بھرا

کہا شاہزادی تو مستی ہی کیا پیالہ تو اوس بت کی مونہہ سی لگا

ذرا میری خاطر سی ہنس بول تو لب لعل شیریں کو ٹک کہول تو

میں صدقہ تیری تجہکو میری قسم لگی ساغر اوسکو پلا دمبدم

یہہ دیکھ اوسکی منت پیالا اوٹہا اودہر سی پہرا مہ کو اودہر پہرا

کہا بادہ نوشی سی ہو جسکو ذوق پیی یہہ پیالا نہیں اوسکا شوق

کہا شاہزادی نی ہنس کرکی یوں پیوں میں کیسکی بہور لیسی کہوں

عرض ہوئی آلیمس راز و نیاز پیی دو پیالہ بصد امتیاز

پہر آخر کو شہزادی نی بھی اوٹہا دیا ساغر اوس مہ کی مونہہ سی لگا

جب الیمس چلنی لگی جام مل ہنسی غنچہ سان دل کہولی کہل

ہوئی بدگر پہر تو کیفیتش حال لگی ہونی الیمس قال و مقال

کہلا منہ جبدم در گفتگو جو ان کی حقیقت کہی مو بمو

کہی ابتدا سی جو گذری تہی سب جتایا سب اپنا حسب و نسب

پری کی ہی احوال ظاہر کیا ‏ ‏ جیسی راز سی اوسکو ماہر کیا

کہا ایک پری کی ہی رخصت مجھی ‏ ‏ زیادہ نہیں اس سی فرصت مجھی

یہہ سن دل ہی دل پیچ کہا پیچ تاب ‏ ‏ دیا شاہزادی نی اوسکو جواب

مرد تم پری پر وہ تم پر مری ‏ ‏ بس اب تم ذرا جیسی ٹھہو پری

نہیں سمجھی ہوں تم کو بہت دور ہو ‏ ‏ جلو اب کہیں یہانسی کا نور ہو

میں اسطرح کا دل لگاتی نہیں ‏ ‏ یہہ شرکت تو بندی کو بہاتی نہیں

عبث تم سی ہم دل کہپاوی کوئی ‏ ‏ بہلی جیگی دل کو جلاوی کوئی

بہی شمع یہان کیوں کوئی اسکی سی ‏ ‏ جلی کس لئی آتش رشک سی

یہہ سن پانو پر گر پڑی بی نظیر ‏ ‏ کہا کیا کروں آہ بدر منیر

کوئی لاکہہ جیسی ہو مجہپر فدا ‏ ‏ میں تجہپر فدا ہوں مجہی اوسی کیا

کہا چل سراپا ان قدم پر دہر ‏ ‏ کیسکی مجہی دل سی کیا ہی خبر

سُنا تمنی عورت کو بہتر ہی موت ‏ ‏ ولیکن نہو سامنی اوسکی سوت

یہہ رفو کنایا جو ہونی لگی ‏ ‏ تو اپنی ہوس کی رونی لگی

رہی دل ہی میں آخر اُن دلی بات ‏ ‏ پہر پہر گئی اتنی عرصہ میں رات

خبر رات کی سن اوتہانی نظیر · کہا اب مین جاتا ہون بدر منیر
اگر قید سی چہوٹنی پاؤن کا · تو ہر راج کی وقت کل اونکا
یہہ مت سمجہیو مین آرام مین · کرون کیا پہنسا ہون عجب دام مین
دل اس جا سی اوٹہنی کو کرتا نہین · کوئی آپ سی جان مرتا نہین
کرم مجہہ پہ رکہیو ذرا میری جان · مین دل چہوڑی جاتا ہون اپنا یہان
یہہ کہہ کر اوسطرف وہ روانہ ہوا · دل اسطرف اوسکا دیوانہ ہوا
گیا اپنی معمول سی بی نظیر · ادہر کا ہوا قید اودہر کا اسیر
پری ساتہہ کاٹی وہ جیون تیون کی رات · اوٹہا صبح ملتا ہوا اپنا ہاتہہ
سمان شب کا انکہون مین چہایا ہوا · غرض دل مین سارا سمایا ہوا
اوٹہی جو کوئی وصل کا دیکہہ خواب · نہ ہو وصل آور دل کو ہو اضطراب
ہوئی بات کا لطف پانا غضب · وہ پہلی پہل دل لگانا غضب
نکلی دلمین معنی لگتی زور کب · لگی کہنی سی شمع شب اور کب
محبت مین زلف سیہ فام کی · لگا دیکہنی راہ ہر شام کی
وہ دن ہجر کا روز قیامت ہوا · اوسی کا تہا دن قیامت ہوا

ابھی ہجر کا تو احوال تھا اس طرح | کہا میں نے مختصر جس طرح
ولے اب سنو تم اودھر کا بیان | ہوا طرف ثانی کا کیا حال وہان
وہ شب اوسکو اندوہ غم میں کٹی | گھڑی جو کٹی سو الم میں کٹی
رہی صورت آنکھوں میں جو یار کی | ہوئی یاد میں صبح رخسار کی
کچھ امید جینے کی کچھ ایک دلکو یاس | لبوں پر ہنسی لیک چہرا اوداس
لگی اوسکو باتوں میں نجم النسا | لگی کہنی جی چاہتا ہی میرا
کہ تو آج کر خوب اپنا سنگار | مجھے حسن کی اپنی دکھلا بہار
کہا اوسنے چل رہ دیوانہ ہو | کوئی چیز اپنی ٹھکانہ نہو
کروں کسکی خاطر میں اپنا سنگار | وہی کون جسکو دکھاؤں بہار
غرض شاہزادی بہت دور تھی | یہہ شکل اوسکو سہلی ہی منظور تھی
نہا دہو گئی اوس روز ایسی بنی | کہ دو دن کی سیج جو جیسی بنی
وہ مکھڑی کا عالم وہ کنگھی کا رنگ | شب ماہ ہو دیکھ کر حسن کو دنگ
وہ مسی اور اوسکی لب لعل فام | سواد دیار بدخشان کی شام
وہ آنکھوں کا عالم وہ کاجل غضب | کہی تو تری نرگستان میں شب

ستم تس پہ سرمہ کی تحریر سی
وہ پشواز انگ تراک کی جگمگی
لٹکتا وہ پانو تک مسی کی سیاہ
اور ایک اوڑھنی جالی مقیش کی
جو دیکھی وہ انگیا جواہر نگار
وہ باریک کرتی مثال ہوا
جھلک پائجامہ کی دامن سے یوں
موق زر لگا وہ پشواز بند
پڑی پانو میں کفش زریں نگار
لگا پانو سے وہ نازنیں تا بفرق
کبھی ہوئی ترکیب اور وہ بدن
وہ جیب تھی اوسکی نزاکت نژاد
بھری مانگ موتی سے جلوہ کناں
وہ ہاتھی پہ بیٹھی کہ اسکی چمک

کہیں ہاتھ کافر کی شمشیر سی
ستارونکی تھی اللہ جمبر لگی
کہ جیوں دامن شب شفق کی ہو ہاتھ
بھری چاندنی سے مہ عیش کی
فرشتہ بلی ہاتھ نہ لی اختیار
عیاں ہو ہو جسمی تن کی صفا
کہ روشن ہو فانوس میں شمع جیوں
ثریا سے تابندگی میں دو چند
ستارونکی جھلکی زمین پر بہار
سراپا جواہر کی دریا میں غرق
وہ پوشاک زیور کی اوس پر پہن
چمن زار قدرت کا نخل مراد
نمایاں شب تیرہ میں کہکشان
سحر چاند تارونکی جیسی جھلک

ہوس ہو دیکھ اوسکو رکوں کی ہر ‌ ‌ ‌ ‌ لگی تو کہ ٹیکا تہا سب اوسکی سر

وہ بالی کی باندگی زیر گوش ‌ ‌ ‌ ‌ جیسی دیکھ اوترجای بجلی کا ہوش

وہ ہیری کا ٹیکہ بصد آب و تاب ‌ ‌ ‌ ‌ وہ صبح گلو مطلع افتاب

وہ ٹیکہ پہ چمپا کلی کی پہن ‌ ‌ ‌ ‌ کہ سورج کی اگی ہو جیسی کرن

وہ موتی کی مالی لٹکتی ہوئی ‌ ‌ ‌ ‌ رہیں دل جہاں سر ٹپکتی ہوئی

وہ چہالی پہ الماس کی دہکدہکی ‌ ‌ ‌ ‌ رہی ایکہ سورج کی جیسی لگی

وہ الماس کی ہیکل ایک خوشنما ‌ ‌ ‌ ‌ تصور رہی جسکا دل سی لگا

وہ پہنچ بند بازوا و پر نو رتن ‌ ‌ ‌ ‌ کہ جیوں گل سی ہو شاخ ہر چمن

وہ پہونچی زمرد کی اور دست بند ‌ ‌ ‌ ‌ نزاکت میں تہی شاخ گل سی وو خند

وہ لعلوں کی ہار سب آویزہ وار ‌ ‌ ‌ ‌ نزاکت میں تہی شاخ گل سی وو خند

وہ مینہی کی پانوں میں چہلی تہی گل ‌ ‌ ‌ ‌ کہ اکلیوں سی دل اوس پہ کہیلی گل

وہ بالوں کی بو رشک مشک ختن ‌ ‌ ‌ ‌ وہ وو با ہوا عطر میں تن بدن

زمیں سی معطر ہوا تا فلک ‌ ‌ ‌ ‌ رہا نا لگا اوسکی بو سی مہک

کیا اسطرح تہا جب اوسنی سنگار ‌ ‌ ‌ ‌ ہوئی مہر و مہ دیکھ اوس پر نثار

خواصون کی گزر کو دیا انتظام
بچھاوش اور چھپر کھٹ کو صاف
وہ نرگس کی دستہ جو آفاق مین
ولایت کی میوہ دہری چار طرف
دہری لچلچی جو اوس ایوان مین
دہری اکطرف کیاریان بیشمار
چھپر کھٹ کی پاس ایک مسند بچھا
چنگیری بنا کر و رکھہ پاندان
کی عطردان وہان مرصع دہری
[illegible] کی مجلد دہری ایک کتاب
قلمدان بہی ایک نرالا بہرا
دہری ایک بیاض اور رنگک حسن
دہری اکطرف گنجفہ خوش قماش
بچھی ایک چوکی پر انورہ پوش

تمامی کی پردہ لگائی تمام
مرصع کا اوسپر اور تاکز غلاف
نہ لعلی سولا کر جنہی طاق مین
کہ لیجاوی بو اوکی گل پر شرف
ہوا ہو گئی عطر والان مین
جنہی اکطرف ڈالیو کی قطار
آور اوسپر تمامی کا ملمہ لگا
قرینی سی اوسمین رکہی ہار دبان
انو تہی گہڑی کی کئی چوگہری
نظیری ظہوری کا کل انتخاب
قرینی سی زیر چھپرکہٹ دہرا
برابر شعر سودا و میر حسن
دہری جو سر اکطرف کو غمزا بس
کرین دیکہہ کر غش جیسی بادہ نوش

صراحی و ساغر شراب و کباب
دہرا اوسپر ساقی نی کر انتخاب

ولی او سنکور کیا چھپائی ہوئی
کہ چھوتی نہیں منہ لگائی ہوئی

کہو خاصہ پر کو خبردار کر
کہ رکھیو تو خاصہ کو تیار کر

یہہ سب کچھ ہوا جب کہ آراستہ
خراماں ہوئی سرو نوخاستہ

سر شام کی ہاتھ میں یک چھڑی
ولیکن چھڑی وہ کہ جگنو جڑی

روش پر لگی پھرنی ایدہر اودہر
کہ چھپ جای سورج اوسی دیکھ کر

کردن آرایش کی نظیر برای ملاقات بدر منیر

پلا مجکو ساقی شراب وصال
کہ اب ہجر سی تنگ ہی میرا حال

تڑپتا تہا اودہر جو وہ بی نظیر
ہوئی تسلیم باری تو جیوتا اسیر

پہر اوس نی بہی ایسا تکلف کیا
کہ ایکدن مین جوڑیکو وہاں رنگا

تماشے کی بچھا فیسی کر درست
بنا جلد جلد اور پہن تنگ و چست

پہن لعل و یاقوت کی نور تن
وہ گل اسطرح ہوگئی رشک چمن

فلک سیر پر ہو شتابی سوار
ہوا آسمان کو ہوا ایکبار

یکایک جو وارد ہوا اوس جگہ
کہ جس جا خراماں تھی وہ رشک مہ

نظر ناز بین کی جو اوس پر پڑی
ہوئی چادر جتو لی اوجہل گھڑی

کہی جیب کی عالم یہ اوسکی ہو ہان
تو دیکہا عجب رنگ ہی وہ جوان

کہ دہانی کا جوڑا الگ بن پڑا
چہپا چاند سا سبزوں میں سی گرا

کہی تو کہ شب چاندنی آن کی
لگالا ہی سر کہیت ہی دہانکی

وہ حسن اور پوساک اور دہ ساب
زمرد میں جیون جلوہ آفتاب

سیمان دیکہہ اوس شعلہ سبز کا
ہوئی اوتر کی جانی کی اوسکا ہوا

خواصین جو تہیں دم بخود جا لگر
کہا ایک ہمراز نی آنکر

کہ اب کس طرف انکو لیجائی
جہاں حکم ہو انکو بہتلائی

کہا وہ جو آراستہ ہی مکان
اودہر سی تو یون ہو کی لیجاوتان

کہی نی بموجب اوتار کر نقاب
چہپا اوسکو وہان لا تہا یا شتاب

وہ بیٹہا جو خلوت میں آلی نظیر
اور ایدہر سی آئی وہ بدر منیر

اوسی دیکہہ اوسنی تو ہر غش کیا
لباس اور زیور سی غش غش کیا

زبس حوصلہ نی جو ہلگی سی کی
حیا عشق نی خانہ جنگی سی کی

پکڑ ہاتہہ مسند پر کہینچا اوسی
محبت کی رشتہ سی اینچا اوسی

لگی کہنی ہی ہی میرا چھوڑ ہاتھہ — یہہ گرمی ہی جیسی ہی اوسکی ساتھہ

کہا ہای پیاری جلایا مجھی — روکہائی نی تیری ستایا مجھی

ارے ظالم اکبدم تو اینٹھہ جا — ذرا میری پہلو سی تکیہ لگا

تڑپتا ہی کب سی پڑا میرا دل — ذرا کہول اغوش اور مجہسی مل

غرض آخرش بعد راز و نیاز — وہ مسند پر تہی بصد امتیاز

ہوا ابر تو صحبای گلگونکا دور — ہوئی آوری اور کچہہ دہا کی طور

ہوئی جب وہ بدمست دو وہ بار دو — لگی ہونی اونمیں عجب گفتگو

کہ دستہ جو نرگس کا تہی وہاں ہزار — لگی ڈہانپنی اسکی نی اختیار

خواصیں جو تہیں روبرو ہٹ گئیں — بہانہ سی ہر کام کی ہٹ گئیں

غرض رفتہ رفتہ وہ مدہوش ہو — چہپر کہٹ میں لیتی ہم آغوش ہو

لیا کہنچ کی [illegible] اونہوں نی نقاب — چہپی ایک ہو دو مہ و آفتاب

لگی ہونی نی پردہ جو چہپر چہار — در حسن کی کہیل کی دو گنوار

لبوں سی ملی لب بدن سی بدن — دلوں سی ملی دل دہن سی دہن

لگی پینی باہم شراب وصال — ہوئی نخل امید سی وہ نہال

ملی انکھہ سی انکھہ خوش حال ہو — کریں حسرت دل کی پامال ہو
لگی چھپانی جو چھاتی کی سا تھہ — چلی ناز و غمزہ کی آپس میں گھات
کیسی کی گئی جو لگی سی چل — کیسی کی گئی جیب ساری نکل
غم و درد دامن کشیدہ ہوئی — وہ گل نارسیدہ رسیدہ ہوئی
اوٹھی تی کی باہم اب سر امید — کوئی سرخرو اور کوئی رو سفید
پھر لگت سی پا رکھہ اپنا باہر قدم — نکل ائی پھر تی محبت کا دم
نشہ سی وہ لذت کی بیہوش ہو — رہی بیٹھہ مسند پر خاموش ہو
گئی انکھہ نیچی اودھر نازنیں — عرق میں اید ہر عرق وہ مہ جبیں
یہہ بیٹھی تھی خوش ہو کی اکدم اندر — کہ اتنی میں اودھر سی پا جا بہر
پھر کی تی جب اونہا نی نظیر — ہوئی غم کی تصویر بدر منیر
نہ بولی تہ کی بات نہ کچھہ کہا — نہ دیکھی اودھر انکھہ اوٹھا وہاں
کہا مجھسی پیاری نہ بیزار ہو — پھر آو لگا بولی کہ مختار ہو
خفا ہونی سی اوسکی وہ نوجوان — گیا تو ولی منہ پر انسو رواں
ہوئی دل جو دونو کی اپس میں بند — گلی ملکی سحر سی جی پر انی گزند

بندھا پھر تو معمول اوسکا مدام | کہ ہر روز آنا اوسے وقت شام
پھر رات تک بیٹھنا اور بولنا | در عشق اور حسن کو کھولنا
کبھی ہجر سی اونکو ہونا ملول | کبھی وصل سی بیٹھنا پھول پھول

قید شدن لی بطیر در چاہ

پلا جلد ساقی مجھی بھر کی جام | کہ ہی چرخ اب در پی انتقام
یہہ دو دلکو ملنی نتہاتا ہی نہیں | کبھی ایسکا وصل بھاتا نہیں
یہہ ہی دشمن وصل جان سوز ہجر | کری ہی شب وصل کو روز ہجر
جدائی اونہونکی خوش آئی اوسی | یہہ اتنی ہی صحبت نہ بہائی اوسی
کیسی بولی دیو ری کو خبر | ای معشوق عاشق ہوا آور پر
یہہ سنکر وہ شعلہ بھبوکا ہوئی | لگی کہنی ہی ہی بلا کیا ہوئی
قسم مجکو حضرت سلیمان کی | ہوئی دشمن اب اوسکی میں جان کی
ساتھو نسا کسی تو مجھی دی بتا | کہا اوسنی اکلباغ میں تا گرا
کوئی ہار میں سی ہی ایک اوسکے سیاہ | گڑی ہی دیئی تہہ میں اوسکی ہا سیہ
قصار اوڑا ئیں چھوکرا اودم | یہہ دو تو مجھی وہان پڑی ہی نظر

بیہہ اوتڑنی سی اوسکی جبر سن
تو کہا جاؤن کہجا اوسی موت ہو
وہ آوی گراگی میری نالکار
یہی قول و اقرار تہا میری ساتہہ
ہماری بزرگون نی سچ ہی کہا
غضب کٹہی تہی یہہ تو ادہر
اوسی دیکہہ غصہ مین وہ ڈر گیا
بلاسی وہ دیکہہ اوسکی سچی لگی
تجہی سیر کو ہن نی گہوڑا دیا
چہوڑانا دل اور ہمسی یون چہوٹنا
مجہکو دیا تہا یہ تو لی ہی
سراجسی رانگو دل شاد ہو
وراجاہ کا دیکہہ اپنی خرا
تجہی جیسی یارون تو کہا ای عزیز

کہا دیکہنی تاؤن اوسکو [illegible]
لگی ہی میری اب تو وہ سوت ہو
گریبان کو اوسکی کرون تار تار
بہلا اوسکا دامن ہی اور برا تانہ
کہ ہین اوجی زار و کل ہو [illegible]
کہ اتنی مین ایا وہ رشک قمر
کہی تو کہ جیتی ہی جی جر گئی
کہا اوسی ای موری وہ دجی
کہ اوس نا لزادی کو جوڑا دیا
یہہ اوپر ہی اوپر فرا لو تہا
بہلا اسکا بدلا نہ لوتا تو نسی
کہ لگا دنو نا تو بہت یا ہوتا تو
بہلا جہکا لی ہون کسی کو ہین رہ
ولی جاہتی تہی تری یہہ نصیب

کہ چاہِ الم مین ہیساون تہی ... ہسا ہی تو جیتا رہا اون تہی
یہہ کہہ اور بلا ایک پر ہزار اوکو ... کہا سنیو اس کی نہ فریاد کو
ایسی کہینچا ہا ایسی لیجا شتاب ... وہ صحرا جو ہی درد و محنت کا باب
کوان اوسمین جو ہی مصیبت بہرا ... ئی من کا پتہر ہی اوسپر دہرا
ایسی جا کی اوس چاہ مین بند کر ... وہی سنگ بہرا اوسکی منہ پر تو دہر
سرِ شام کہانا کہلانا اوسی ... اور ایک جام پانی پلانا اوسی
ندیجو سوا اس کی کو کچہ کہی ... یہی اوسکا معمول دایم رہی
یہہ سن دیو اوس گل کی برد تک ... فلک پر پکر ہاتہہ اوسکا اوڑا
گری اوس پر جو آسمان بلا ... دل اوس نازنین کا ہوا ہو چلا
ہوا یوں جو اوس تخت وارو نکا اوج ... چلی آہ و نالہ کی ساتہہ اوسکی فوج
کہاں وہ جو رتبہ جو کچہ آج ہی ... یہی عشق کی جان معراج ہی
کیا بند بہر جا کی اوس چاہ مین ... کوان وہ جو تہا قاف کی راہ مین
وہ یوسف کوان مین ہو جبکہ اسیر بند ... ہوا آج پستی کا رتبہ بلند
کہولی اوس کوئیں کی نکایک نصیب ... کہ آیا وہ اوس چاہ مین دلفریب

شور وہ گر اوسکا سارا ہوا
وہ اندھیرا اتنا شوروش ہوا
ولی پانو جب اوسکا تھہ پر گیا
زمیں میں سمایا تحیر سیں آپ
ہوا او ہلسی اوپر کی کانپ
دل اوس زمیں کا دھڑکنی لگا
اندھیری او جالی نہ لگتا تھا جو
اندھیری نی اوسکا کیا دم خفا
نکلنی کی سوجھی نہ وہاں اوسکو راہ
[illegible] کی ہمت اور لگا را بہت
پکارا وہ جیوں بیکس کو فریاد کر
نہ مونس نہ غمخوار اوسکا کوئی
وہی چاہ تاریک اوسکا شفیق
صبا بھی نہ وہاں جسکو کچہ دہیان ہو

کوئیں کی وہ بجلی کا تارا ہوا
جوان اوس میں وہ بیتاب کا من ہوا
توان اوسکی اندوہ ہی ہر کیا
گئی سو کہ آنسو کوئیں کی شتاب
کوئیں کی لیا سنگ سیں یہ کو ڈھانپ
جگر ٹکڑی ہو کر بکھرنی لگا
ہوا قید اوس اندھیریں سو
کہ جیوں کی سیاہی کسکو دیا
ہوا اوسکی انکھو میں عالم سیاہ
سر اپنی کو ہر طرف مارا بہت
نہ پہنچا کوئی کاروان سیں ادہر
تنہا جز خدا یار اوسکا کوئی
وہی سنگ سر پر بجای رفیق
کوئیں کی سنی کون آواز کو

کوان ہی گر اوسکا ہمدم رہی
کوان اوسی بوجہی وہ بوجہی اوسی
نہ تہا وہ کوان تہا ستون الم
سیاہی میں تیسی وہ کافر دل
غم و داغ الفت کو کیا جی
اس اندہیر کو لیا لیکہوں اب میں اہ
کروں مختصر بیان سب عملی بات
نہیں مخلصی سوجہتی اب اوسی
ہیب اسطرحسی جو وہ بی نظیر
بہم دو دلونکو جو ہوتی ہی چاہ
فلک دیکہنی جو کذرا تو بیان غم ہوا
کئی دن نہ ہوا آیا نہ وہ رشک ماہ
لگی لینی تخم الم سینی بوا
کہا اوسنی نیلی نکو سوداہی کچہہ

جو اوسی سنی ہر وہ اوسکی کہنی
اندہیری سیوا کچہہ نہ سوجہی اوسی
نشان نشب افت درد و غم
صعوبت میں اوسی جینم خجل
لو ہو پانی اپنا کوش میں بیچ
قلم کی لکہتی ہیں انسو سیاہ
لگا رہی اوسمن وہ اب حباب
لگا لی خدا جانی اب کب اوسی
تری بیقراری میں بد رہنیر
تو ہوتی ہی ولکی مین دلسی راہ
رو کا جی بیان وہاں خفا دم ہوا
نظر مین ہوا اوسکی عالم سیاہ
خدا جانی اوس شخص پر کیا ہوا
وہ معشوق ہی اوسکو پروا ہی کچہہ

عدا جانے کس شغل میں لگ گیا
بری چیری اتنا بھی ہو نا فدا

وہ رہ رہ کے ٹکو دلاتا ہے چاہ
عبث آپ کو تم کرو مت تباہ

رونے جو کوئی اوسے رک جائے
جنگلی جو کوئی اوسے جھک جائے

تقولیں سہلائم لگا لا کرو
ذرا اب کو تم سنبھالا کرو

یہ سن چپ رہی دلمیں کیا پیچ و تاب
دیا پر نہ اس بات کا کچھ جواب

لگی اس پہ جب دن کی او رہی
بگڑنے لگی پر تو کچھ طور بہی

دیوانی سی ہر طرف پھرنے لگی
درختوں میں جا جا کے گرنے لگی

تہرنے لگا جان میں اضطراب
لگی دیکھنے وحشت آلودہ خواب

تب ہجر گبر دلمیں کرنے لگی
درختوں میں جا جا کے گرنے لگی

تب غم کی شدت سے وہ کانپ
اکیلی لگی رونے منہ ڈھانپ ڈھانپ

نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا
نہ کہانا نہ پینا نہ منہ کھولنا

جہاں بیٹھا پر نہ اوٹھنا اوسے
محبت میں دن رات کٹنا اوسے

کہا گر کسی نے کہ لیٹی چلو
تو اوٹھنا اوسے کہہ کے ہاں جی چلو

جو پوچھا کسی نے کہ کیا حال ہے
تو کہنا یہی ہے جو احوال ہے

کہینی جو کچھہ بات بات کی — اگر دیکھی پوچھی کہی رات کی

کہا گر کسی نی کہ کچھہ کہائی — کہا خیر بہتر ہی منگوائی

کسی نی کہا صبر کیجی ذرا — کہا صبر سی دل میرا ہی بہرا

جو پانی پلانا تو پینا اوسی — غرض غیر کی ہاتھہ جینا اوسی

نہ کہانی سدہ اور نہ پینی کا ہوش — بہرا دل میں سارا محبت کا جوش

چمن پر نہ مایل نہ گل پر نظر — وہی سامنی صورت اوتہون پہر

نہ صحبت اوسی ہی سوال و جواب — سدا اور بروا اوسکی عملی کتاب

جو آجای کچھہ ذکر شعر و سخن — تو پڑہتا دو بیتیں یہ میر حسن

غزل

یہ کیا عشق آفت اوٹھانی لگا — میری دلکو مجھسی چہوڑانی لگا

ملا میرے دلبر کو مجھسی خدا — نہیں تو میرا جی ٹہکانی لگا

گلہ چشم خوبار کا کچھہ نہیں — میرا دل ہی مجھکو ڈوبانی لگا

فلک نی تو اتنا ہنسایا نہ تہا — کہ جسکی عوض یوں رولانی لگا

نہیں مجھکو دشمن سی شکوہ حسن — میرا دوست مجھکو ستانی لگا

حسن درد

غزل یا رباعی و یا کوئی فرد — اوسی ڈھب کی پڑھاں لہو

سو سبھی جو مذکور کلی کہیں — نہیں تو کچھ اس کی ہی خواہش

سبب کیا کہ دلسی معلق ہی سب — نہو ثابت دل تو پھر بات ہی ہی

کیا ہو جب اپنا ہیں چھور انکل — کہاں کی رباعی کہاں کی غزل

در غم شاہزادہ نشستن بر سر و دیگر طلبیدن عشق بازی را برای سرود

کلالی مین غنچہ کی بھر کر شراب — پلا ساقیا کیلکی کی شراب

پیالہ مین نرگس کی دے بی میرجان — کہ دیکھون ذرا کیف بوستان

حکایت کرون ابکدن کی رقم — کہ دنیا مین توام ہی شادی و غم

اوتہی سو کی ابکدن وہ بیک پری — کہ جا کی دیکھوں چمن کو ذری

مگر غنچہ سان کچھ کہلی میرا دل — کہ غم کی لیا ہی نہیت مضمحل

برس کل سی آئی ہی بوبار کی — ہوا پھر ہوئی اوسکو گلزار کی

پھر ایک دن نہا کہ جمہ ناتہ دہو — چلی اوٹہ کی والاں سی کہیا سر کو

زمرد کا مونڈھا چمن پر بچھا — وہ بیٹھی عجب آن سی دلربا

کہ زانو پر ایک پانو کو رکھ لیا — اور ایک پانو مونڈھی سی لٹکا دیا

نپوچہہ اوسکی ہائی لکارین کا حال — زبان حنا وصف ہیں جسکی لعل
طلائی کڑی اور لعک کا وہ رنگ — سندری عقیق جسکو ہو دیکہہ دنگ
جواہر کی جہلکی بہری نور نور — زریکا ٹکی جیسی مخمل پر قور
زبس سیوتی اٹہی تہی وہ نازنین — پڑی تہی عجب ڈہبسی جیب پر حسین
خمارین وہ انکہیان وہ اڑائیان — وہ جوبن کی عالم کی سرسائیان
جوانی کا موسم شروع بہار — وہ سینہ ببی جوبن کا اوسکی ابہار
نشہ میں وہ آ حسن کی شہان — وہ جیب تحتی اپنی کو دیکہہ اٹہنا
خواص ایک حقہ لیئی تہی کڑی — کہ لالہ کی بتی تہی اوسمیں پڑی
وہ سینہ کا حقہ مرصع کا کام — مغرق زریکا وہ نیچہ تمام
ولی ایک اوس پر پڑا تہا جو پیچ — یہہ سب اوسکی آگی تہا گویا کہ ہیچ
لب نازک اوپر وہ نہال دہر — لگالی تہی پردہ میں دود جگر
اپہہ ہر اور اودہر ہر طرف تہی نگاہ — کیسکی کوئی جیسی تکتا ہو راہ
خواصین کڑین اوسکی سب گرد و پیش — کہ تہیں اپنی عہدہ پر حاضر ہمیش
کوئی مورچہل لی کوئی پیکدان — کوئی لی جہگلر اور کوئی ناروبان

رسیلی چھبیلی بنی سنگ وجیت | لباس اور زیور سی ہر بات درست
وہ انکہیں کہ کرتی تھیں جیدہر نگاہ | او وہر غش میں آتی تھی دل کر کی راہ
کتری نیچ انکہس کی بادب | اوسی شرم میں پر قیامت غضب
کئی ہمدم اوسکی جو تھیں ماہرو | کہائی ہوی کرسیاں سو لبسو
برابر برابر ادہر اور اودہر | وہ بیٹہیں تھیں گرد اوسکی بالکدر
سماں اوسکے تکا کہوں کیا میں آہ | ستاروں میں اوسی نظر جیسی ماہ
عجب حسن تہا باغ میں جلوہ گر | کہ ہر گل کی تہی اوسکی مُنہ پر نظر
چمن اوسکہڑی بر سر جوش تہا | گل و غنچہ جو تہا سو بیہوش تہا
زبس عطر میں تہی وہ ڈوبی ہوی | دوبالا ہر یک گل کی خوبی ہوی
معطر ہوا اور گل کا دماغ | کہ مہکا تمام اوسکی خوشبو سی باغ
پڑا عکس جو اوسکا طرف چمن | ہوا لالہ گل اور گل نسترن
درختوں پہ اوسکی پڑی جو جھلک | زمرد کو دی اور اوسنی چمک
ہوی اوسکی بیٹھی سی گلشن پہ زیب | گیا اور صبا کا ہی صبر و شکیب
چمن نی جو اوس گل کی دیکھی بہار | ہوا دیکہہ اپنی گلوں کو نگار

گئی جیسے بلبل کا گلشن کی جاہ
ہوئی سرو کی شکل قمری کو آہ

گل و غنچہ و لالہ آئینہ مثل
لگی کہنے اس باغ کا سب بہُل

ہوئی وہاں کی آئینہ دیوار و در
وہ یہ سب کی دل میں ہوئی جلوہ گر

کہ اتنے میں جوگی میں کچھ آ گیا
ادا سے لگی کہنے وہ دلربا

ارے ہے کوئی ہاں ذرا جائیو
میری حسن بائی کو بلوائی

عجب وقت ہے اور عجب ہے سماں
کرے دو گھڑی آ کے مجرا یہاں

خفا ہوں مرا جی تو مشغول ہو
کوئی دم تو داغِ جگر بھول ہو

کسی طرح سے دل تو لگتا نہیں
جلی ہے جگر دل سو لگتا نہیں

یہ سنتے ہی ڈوری کی اک لگار
گیا حسن بائی کو اوسنے پکار

وہ آنے لگی کافر اس آن سے
کہ جانے لگا جی مسلمان سے

عجب حال سے وہ چلی نازنیں
کہ ہستی میں پاؤں کہیں کا کہیں

وہ خلقت کی کرتی وہ ڈومنیا
نشہ میں بہو کا سا چہرا بنا

لٹیں منہ پر جھوکتی ہوئیں سر بسر
کہ بدلی ہو جیوں مہ کی ادہر اودہر

وہ بن یوں چہی ہو تہو کی مستی غضب
وہ منہ پر ہے گویا قیامت کی شب

ودھڑکا نمیں ایک بالا تیرا — کبھی تو کہ تنامہ کا بالا پڑا

وہ پیشواز اگری وہ نرگس کا ہار — وہ کمخواب کی بند روحی ازار

بندھا سر پر جوڑا تبری زرد شال — کمر کی لچک اور ممک کی وہ جال

وہ شبنم کی انگیا بنی ٹنک و چست — کناروں پر مینا بنت کا درست

وہ اوٹھی ہوی جبن پیشواز کی — وہ ملکی ہوی چولی انداز کی

وہ ہنہد کیا عالم وہ نوری بجری — وہ پاونمیں ہیونی کی درد دوکڑی

چلی وہانسی دامن اوٹھاتی ہوی — گرسی کرسینی کو بچاتی ہوی

عجب ایک عالم تھا لی ساختہ — کہ عالم تھا ایک اوس پر جان باختہ

کی کافرین اور بھی دلنواز — لیی ساتھ ساتھ اپنی سب اپنا ساز

چلیں ایک اعجاز اور ناز سی — کھڑی اکی وہان ہوش الگ انداز سی

روش پر جو تھا فرش اوسکی حضور — ادب سی وہان ٹھٹھا ملکی دور

ہوا حکم نوری کا جو برملا — لیی ساز اپنی سبھون نی اوٹھا

دیا اسمان پر جو طبلون کو کہیچ — ہر ایک ناب میں دل لیا سکا اینچ

لگی گانی تھا وہ اس آن سی — نکلنی لگی جان ہر تان سی

عجب تھان پڑتی تھی انداز سے — کہ پھل نکلی ہر تھان آواز سے
وہ تھی لٹکری یا لڑی نور کی — مسلسل تھی وہ پھولجھڑی نور کی
گل و غنچہ کی طرح مجبوب تھی — کھلی اور بندی دل کی مرغوب تھی
غرض کیا کہوں اوسکا میں ماجرا — عجب طرح کی بندہ گئی تھی ہوا
وہ گانی کا عالم وہ حسن بتان — وہ گلشن کی خوبی وہ دن کا سمان
گھری چار دن باقی اوسپر بہار — سہانا سا ہر طرف چھایہ ہوا
درختوں کی کچھ چھانو اور کچھ وہ دھوپ — وہ دھانوں کی سبزی وہ سرسوں کا روپ
وہ لالہ کا عالم ہزار کا رنگ — وہ انکہوں کی ڈوری لتی کی ترنگ
لٹکتی ہوی بوستوں پر تمام — روپہری سنہری ورق صبح و شام
کلالی سا ہو جانا دیوار و در — درختوں سے آنا شفق کا نظر
وہ چادر کا چھٹنا وہ پانی کا زور — ہر ایک جانور کا درختوں پر شور
نوبسر وسے اور وہ آب رواں — وہ بستی سے پانی کا بہنا وہان
وہ اوڑنے سے نوبت کی تھی ایک صدا — کہیں دور سے گوشمیں پڑتی آ
وہ دل چینا تاسہ پر دم کی تھا تہ — اوچھلنا وہ دامن کا ہو کر ساتھہ

وہ رقص تھا اور ستھری الاپ
نہ انسان ہی کا تھا دل اوس میں بند
عرض جو جہاں کھڑی تھی کھڑی رہ گئی
جو بیٹھی تھی آگئی نہ وہ چل سکی
لگی دیکھنی آنکھ نرگس اوٹھا
لگی ہلنی آوجد میں سیب درخت
درختوں سے گرنی لگی جانور
ہوئی نہر کی سنگ پانی پگھل
ہوئی قمریاں شوق سی نعرہ زن
عجب راگ کو بھی دیا ہی اثر
بندھا اسطرح تھا جو اوسدم سماں
لگا تھا نہ جس عشق کا اوسکو تیر
بندھا اپنی عاشق کا اوسکو خیال
ہوس کا ہوس لی اوڑا اوسکو الب

وہ گوریلی تانیں وطبلو کی تھاپ
ہوئی محو سنکر چرند و پرند
اڑی جس جگہہ سو اڑی رہ گئی
جو بیٹھی سو بیٹھی نہ پھر ہل سکی
کلوں نی دئی کان اودھر لگا
کھڑی رہ گئی سرو ہو کر درخت
بنی مثل آئینہ دیوار و در
پڑی ساری فوارہ اوسکی اوچھل
ہرا اشک سی بلبلو کی چمن
کہ ہو جاوی تھر کا پانی جگر
ہوا سب کی دل کا عجب حال واں
لگی کھنچی آہ بدر منیر
لگی رونی آنکھوں پر دھر کر رومال
ہوا سی ہوئی اور رونی وہ لگ

لگی لینی ہی ہی مین دیکھون یہ سیر / نہو پاس میری وہ یادش بخیر
دہی جانی ہو جسکی کچہہ دلکو لاگ / کہ معشوق بن شب ہی گلدار آگ
سنبھالا کیو بلکی جی اوسکا جو بیحال ہو / کہ ہجران غم جسکی دنبال ہو
درختونکی عالم سی کیا ہو نہال / جیسی یاد شمشاد کی ہو ہمال
جگر مین اگر آہ کی سول ہو / لگی خار کیا ہی کو ہول ہو
کری گلشن و گل پر کیا وہ نظر / جسی اپنی گل کی نہوی کیا خبر
یہہ کہہ کر اوٹہی وہانسی وہ دلربا / چھپر کہٹ مین جا کر کری منہ چھپا
خوشی کا جو عالم تہا ماتم ہوا / ورق کا ورق ہی وہ درہم ہوا
سب اوٹہی سی بس اوسکی جالی زمین / طوائف کہین اور خواصین کہین
ہری عقل اس جا پہ حیران ہی / کہ یارب یہہ کیا گلستان ہی
ہر ایک وقت اوسکا ہی عالم جدا / جو چاہو کہ پتہ ہو تو امکان کیا
کبھی ہی خزان اور کبھی ہی بہار / نہین ایک وطیرہ پہ لیل و نہار

داستان گردیدن شب و نالیدن زمبرا غم سحر

پلا ساقیا جام مجھکو شتاب / کہ پردی مین شب کی گیا آفتاب

عجب سحر کی ہر علامت ہوئی / غرض عاشقوں پر قیامت ہوئی

کری جب جہر کیت میں وہ رشک حور / سبہوں کو کہا تم رہو دور دور

اکیلی وہ روتی رہی زار زار / اوسی اپنی عالم میں لی اختیار

کری چشم سے اوسکی اتنی گہر / کہ منہ اوسکی پانی سے دہویا سحر

تبدیل شدن رنگ بدر منیر از مفارقت بی نظیر

صبوحی تو دیتی تہا لعل فام / کہ رو دہو کی میں رات کاٹی تمام

ہوا آفتاب علم جو طلوع / او داسی کا ہونی لگا دن شروع

ذرا آینہ لیکی دیکہا جو رنگ / تو جیوں آینہ رہ گئی وہ بہی دنگ

بدن کو جو دیکہا تو زار و نزار / لگی سیکلو کوی جیسی دیوی نثار

فلک کی طرف دیکہہ اور سر کر / لگی دلکو ہلانی ادہر اودہر

زباں پر تو باتیں وہی دل اوداس / پراگندہ جیوں سے ہوش و حواس

نہ منہ کی خبر اور نہ تن کی خبر / نہ سر کی خبر نہ بدن کی خبر

اگر سر کہلا ہی تو کچہ غم نہیں / جو کرتی ہی میلی تو محرم نہیں

جو ہستی ہی دردکی تو ہی وہی / جو کہلتی نہیں کی تو یوں ہی سہی

جو سینہ کھلا ہی تو دل چاک ہی — غم الودہ صبح طربناک ہی
نہ منہ پر سرمہ نہ کاجل سی کام — نظر مین وہی تیرہ بختی کی شام
ولیکن یہ نیکون کا دیکھا سبھاو — کہ بگڑی پہ دونا ہوا اونکا بناو
غرض کی ادائی یہ باکی ادا — بھلونکی سبھی کچھ لگی ہی بھلا
نہین حسن کی اسطرح سی کمی — جو بگڑی ہی بیٹھی تو گویا بنی
جو بالونپہ حسن جبین غم سی ہی — تو وہ ہی کہ ایک موج دریا کی ہی
وہ انکھین جو روئین تہی لس ٹوٹ ٹوٹ — تو گویا کہ موتی بہری کوٹ کوٹ
تپ غم سی یون تمتماتین مین گال — کہ جیون رنگ لالہ ہو وقت زوال
گریبان سینہ پہ جو ہی کھلا — تو گویا وہ ہی صبح عشرت فزا
نقاہت سی چہرہ اگر زرد ہی — وہ یا آہ ہونٹون پہ کچھ سرد ہی
ادا سی نہین یہ بہی عالم جدا — کہ ہی چاندنی اور ٹھنڈی ہوا

حالت بدلرزن بدر منیر در فراق بی نظیر

پلا ساقیا ساغر بی نظیر — پھنسی دام ہجران مین بدر منیر
وہ حسن و جوانی یہ جوش و خروش — غفور است ایزد تو ساغر بنوش

وہ حسن و جوانی اور اوس پر وہ غم ۔ ستم ہی ستم ہی ستم ہی ستم
جہاں ٹھہان آہ کرنا اوسی ۔ بہانا نزالت پر دہرنا اوسی
کبہو لو ہوا لہو نسی رو ڈالنا ۔ کسی کو کبہو دیکہہ دہو ڈالنا
خواصوں کو بالا بتانا اوسی ۔ اکیلی درختوں میں جانا اوسی
ولی اون درختوں میں جسمیں وہ ماہ ۔ سر شام جب تب کی کرتا نگاہ
سو یہہ بہی ہر دن سی اوہاں مدام ۔ اوسی جہانوں میں بیٹھہ کرتی بہی شام
گیا اسطرح جب دنیا گذر ۔ کہ وہ ماہ مطلق نہ آیا نظر
آور اوسکا او ڈہر رنگ گہٹنی لگا ۔ جگر خون مژگان پر بہنی لگا
لگی رہنی تب جان بیتابمیں ۔ لگا فرق آنی خور و خواب میں
محبت کا سودا اسا ہونی لگا ۔ جنون تخم وحشت کا بونی لگا
سر لنی لگا ناس ہوش و ننگ ۔ لگی عقل اور عشق میں ہونی جنگ
خموشی اوٹہانی لگی دلمیں شور ۔ جتانی لگی ناتوانی بہی زور
یہہ احوال دیکہہ اوسکا دختر وزیر ۔ لگی جل کی کہنی کہ بدر منیر
تو وہ ہی کہ سب کی تیں دی وقوف ۔ کبیدہ مرحی لگیا تیرا ای بیوقوف

مت ڈرو ہی کوئی کرتا ہیت
مثل ہی کہ جو کی ہوئی کسکی میت

اری چاروں کی ہیں یہ آشنا
ملا دلکو آخر کرین ہین جدا

کہی آسمان کہہ زمین کی ہیں یہہ
جہاں سے ہیں وہیں کی ہیں یہہ

تو ہوئی ہی کس بات پر ای بوا
خبر لی دیوانہ کچھ کیا

سنو جان پر اپنی جو کوئی ہی
تو دل ہلی جی ایمان صدق کری

اگر آپ پر کوئی شیدا ہو
تو ہر جا ہی اوسکی پروا ہو

وہ خوش ہو گا اپنی ہی کولی
عبث اوس پہ تہی ہو تم جی دہی

تمہاری اوسی جاہ ہوتی اگر
تو آنکھ نہ آتا وہ تمکو نظر

لگی کہنی تب اوسکو بدر منیر
کہ سنتی ہی ای میری دخت وزیر

کسی کی بری تو نکر عیب ہی
کہ اوسکا خدا عالم الغیب ہی

وہ اپنی دلوں سی تو ہی نیکذات
سوئی اوسپر کیا جالی کیا واردات

ہوا قید یا اپنی پایا نہ وہ
گئی اتنی دن آنکھ آیا نہ وہ

مجبرات دون استغفار ہاہی در
پیری لی سنی ہو نہ بہاکی خبر

نہ باندھا اوسکو کسی قید مین
کیا ہو نہ اوسکو کہیں قید مین

پری کی لیس طپش کیا لاف ہیں / دیا نہ بہیک اوسکو کوہ قاف ہیں

پرستان سبہی بہی لگی لانہ ہو / کیسی دیو کی مُہ میں ڈالا نہو

نہ ملی کی دکہہ اوسکی سبب میں سہی / بہلا ابہی جیسی وہ جیتا رہی

یہہ کہہ حال دل اپنا رونی لگی / کہ انسو کی پر دنی لگی

کی مٹ کری بار اخر کو لیٹ / چہپر کہٹ کی کونی میں مہ سر لپیٹ

درخواب دیدن بدر منیر بی نظیر را و جوگن شدن نجم النسا

پلا ساقیا جام جمسی دمل / کہ غایب کا احوال ظاہر ہو کل

کیسکی تو آگاہ فرخنده فال / کہ اخر یہہ دنیا ہی خواب و خیال

ذرا انکہ لگ گئی جو اوس حال میں / تو دیکہا ہی اوسکو جنجال میں

قضائی دیکہا یا عجب اوسکو خواب / کہ دشمن نہ دیکہی یہہ حال خراب

جو دیکہا تو صحرا ہی وہ لق و دق / کہ رستم جیسی دیکہہ ہو جایی قلق

نہ انسان ہی وہان نہ حیوان ہی / فقط ایک کف دست میدان ہی

مگر بیچ میں اوسکی ایک ہی کنوان / کہ اوٹہتا ہی ابہو لکا وہا سی دہوان

کو دیکہا ہی مُنہ بند اودسی اتری / کئی لاکہہ من کی ہی ایک سل پڑی

صدا او ہانسی ہی یہ کہ بدر منیر
تجھی مین نہین بہولا اے میری جان
پر اس قید مین ہی تیرا دہیان بھی
تو اپنی جو صورت دکہاوی مجھی
نہین مجھکو مرنی سی کچھ اپنی ڈر
تجھی کاش اسوقت مین دیکھہ لون
ولیکن یہ ہی خام میرا خیال
کوئی دم کا مہمان ہون آج کل
یہ سن واردات شہ بی نظیر
بہ ہرگز میسر نہ آئی اوسی
کہا ایک گئی الکہ اتنی مین کہل
نہ وہ چاہ دیکہا نہ سبزار وہ
صدا اپنی یوسف کی سن خواب سی
کبیسی سی نہ اوسنی کیا کچھہ سنبہل

تہری چاہ غم مین ہوا ہون اسیر
کرون کیا کہ ہی مجھپہ قید گران
فقط تیری ملنی کا ارمان بھی
تو اس قید غم سی چہوڑاوی
یہہ غم ہی کہ تجکو نہووی خبر
جیون مین اگر تیری اگی مرون
نہیں وصل ممکن بغیر از وصال
ایسی چاہ مین جائیگا دم نکل
جو چاہی کری بات بدر منیر
قصا لی نہ اوسکو سنائی اوسی
بہری اشک خسارہ پر آئی ڈہل
پڑی کو شمین پر نہ اواز وہ
اوٹھی باولی جان بیتاب سی
ولی جون مہ صبح چہرہ سفید

وہ مہتاب سا چہرہ ہوا زرد زرد
مژہ وہ نکیلی جو تھی تیر سی
ڈھلی منہ پر آنسو ہو البسکہ رخ
ہوا گیا سا تھا جو مثل انار
جلیں اوسکی آہو سی گل صورتیں
چھپایا بہت اوسنے از ہمنشیں
کسی سے کسی کو جو ہوتی تھی لاگ
خواصیں گئیں وہ جو ہمراز تھیں
کہا اوسنے رو رو کے احوال جواب
سنا جب کہ نجم النسا نے یہ حال
لگی کہنے وہ تو نہ آنسو بہا
بس اب سر بصحرا نکلتی ہوں میں
جو باقی رہا کچھ مری دم میں دم
وگر مر گئی تو بلا سے تری

سراپا ہوا مثل اندوہ درد
ہوئی اشک خونی سے گلریز سی
چھٹی چاندنی میں ستاروں کی لہر
نکلنے لگی اوسسے شعلہ ہزار
ہوئیں سب وہ متی کی جو مورتیں
چھپائے سے آتش چھپی ہے کہیں
بھڑکنے لگی اور لگتی ہی آگ
بڑی خدمتوں سے سرفراز تھیں
رولایا اونہیں پڑھکے عملی کتاب
ہوئی بیقراری جب اوسکو کمال
تیری واسطے میں نے اب ٹھان لیا
اوسے ڈھونڈ لانے کو چلتی ہوں
تو پھر آکے میں دیکھتی ہوں قدم
تو یوں جانیو مجھہ صدقہ ہوئی

کہا شاہزادی نی سن ای رفیق ہوئی ہین تو اس چاہ مین غریق
بہلی جیتی اپنی نہ کہو جان تو کہ وہ ہی پری اور انسان تو
رسائی تیری ہوگی کیونکہ وہان مجہی ہی نہ دی ہاتہ سی میر جان
ہین جیتی تیری اسیری پر فقط کہ ہوتا ہی تجہسی میرا غم غلط
دگرنہ مین رنگ کی مرجاؤنگی ایسی طرح جیسی گذر جاؤنگی
کہا اوسنی کیا کیجی ہر بہلا پڑی اب تو سر پر یہہ اپنی بلا
مین اس عشق کا یہہ سمجہی ہی ڈول تیری غمسی آنی لگا مجہکو ہول
تجہی دیکہنا یون گوارا نہین اس اندوہ کا مجہکو یارا نہین
یہہ کہہ اوسنی زیور اوتارا سنگار کیا اپنی شلوار کو تار تار
گریبان کو مثل گل چاک کر دیا خاک پر پہینک ادہر اودہر
پہر آئی جو کچہہ اوسکو ہوش و حواس سجا تن پر جوگن کا اوسنی لباس
پہن سیلی اور گیروا اوڑہہ بہیس چلی بن کی صحرا کو جوگن کی بہیس
پہن ایک لہنگا زری باف کا وہ پردہ سا کر اوس تن صاف کا
زری کی دوپٹہ سی چہاتی کو باندہ بدن کو چہپا اور گاتی کو باندہ

زمرد کی موندری لگا کان میں / کہ سبزہ گل گلستان میں

زر لکا بنا حلقہ سر پر رکھیا / کیا سنبلستان کو جھمکا

کلی سچ ڈال اپنی بالونکی تین / پریشان کرا اپنی بالونکی تین

لٹکین دیکی پل دوش پر چھوڑ دین / دو باکیں سی شبدیز کی موڑ دین

منی غم سی انکھوں کو کر لال لال / رکھیا چشم میں خون دل کا اچھال

زمرد کی سمرن گلی سچ ڈال / اور ایک بین کا دہی را سنبھال

جو منکی تھی منکی اوسی کر درست / بہا اپنی موقع چلا لاک جست

چلی بن کی جوگن وہ باہر کہیں / دکھاتی ہوی جال بر بر کہیں

ولی سوز دل کا عیاں ہے سی حال / اوڑاتی ہوی اپنی آہوں سی ال

اوس اپنہ روپ کا کروں کیا بیان / صفا ر الکہ سی اور جھمکاوٹان

کری حسن کو کسطرح کوئی ماند / یہ چھپی ہی کہین چاند کے دلی اپنی چاند

چھپائی کو ساکک اوسنی جو جوگی / دنی حسن نی اور جلوہ دہی

وہ موتی کی سیلی وہ تن کی دمک / شب تیرہ میں کہکشاں فلک

زر لکا وہ حلقہ سر او پر رہی / کہ جیوں شب میں کوئی بہ بنیتی کری

زمانی کو بہای جو اوسکی ادا
کری جو کہ تقویم دل سی حساب
یہہ برق اور ابر سیہ ہی اگر
زمرد کی مندری و اس آن مین
وہ سمندری وتن اوسکا جا سبزی
اوڑہی سبزہ و گل کی دیکہہ اوسکی ہوش
نظر اصفای کو اوس گوشن کی
ٹہری کیون نہ اوسدم زمرد کی
وہ موتی کی بالی و موتی کی ہار
گلابی سی وہ نرگس سوخ رنگ
وہ فیتقا کہجا سرخ ہی یہ یون
ادا اوسکی دیکہی جو عاشق کبہو
یہہ بن اوسکی کا بدہی ہی جو شہا
دیا محبت مین قبلی تہی وہ

کیا
تو اوس رات پر دن کو صدقی
برج سنبلہ مین کیا آفتاب
تو دامان عشاق کی ہوگئی تر
گلون کیا کہ جیسی لیلی جان بہتن
ہوی حسن کی اور لیتی پری
وہ دو نو ہوی اوسکی حلقہ بگوش
زمرد کی اوس گوش کی بولکی
جب ایسی کیسی کی لگی جا کی جان
گل و لسترن کی چمن مین بہار
بہری حسن مین لال لالا کی رنگ
پڑی نور پر لعل کا عکس جیون
تو دریا کری چشم سی وہ لہو
چلی جیون کوی مست اوتہا
یہی مین عشرت کی سکلی تہی وہ

نہیں ہیں وہ قسمی رنگ کی — وہاں ہی سے ہو گجر آہنگ کی

سو وہ ہیں کاندہی پہ رکہہ یوں چلی — کہ لادی کوی جیسی کیفا چلی

ہر ایک تار تہا ہیں کا رو دنیل — وہ نہیں ہند کی راگ کی سلسبیل

یہ عاشق ہوی اوسکی عالم پہ لوگ — دیوانا ہوا جوگ دیکہ اوسکا جوگ

بنی جب کی جوگن وہ اوس رنگ سی — لگی ہونٹنی دو دست پر سنگ سی

وہ رخصت جو اسطرح ہونی لگی — تو وہ صاحب خانہ رونی لگی

وہ زور روکی دوا غم یوں ملی — کہ جسطرح ساون سی بادون ملی

یہاں تک بندہا اوسکی رونی کا تار — لگی ہوٹ دیوار و در ایکبار

گئیں تب نہیں وہ جوگن کی جو گرد — وہ زور رو ہوئیں شبنم آلودہ گل

نہ دیکہا کیسی نی جو کچہ اختیار — کیا حق کو سونپا تجہی لی سدہار

چلی جسطرح پہنچہ اپنی دیکہنا — ایسی طرح دیکہلا ہمیں پہیر آ

کیسی نی کہا ہو لو مت مجہی — خدا کی تئیں میں نی سونپا تجہی

کہا اوس نی خیر اب تو جاتی ہوں میں — جو ملتا ہی تو اوسکو لاتی ہوں میں

تمہیں سی خدا کو میں سونپا صنا — پہری بخشیو تم کہا اور سنا

جدا ہو گئی القصہ ڈھونڈو کو چھوڑ
چلی اپنی گھر بار سبھی منہ کو موڑ

نہ سدھ بدھ کی پا اور نہ عقل کی لی
نکل گھر سیتی راہ جنگل کی لی

لگی بین بھرنی تھی صحرا نورد
تن خاک خاک اور رخ زرد زرد

کہ شاید کوئی شخص ایسا ملی
کہ جس سیتی وہ شیدا کا شیدا ملی

جہاں بیٹھ کر وہ بجاتی تھی بین
تو سنتی کو آتی تھی آہوی چین

بجاتی وہ جوگن جہاں جو لگی
تو وہاں سیتی خلق دہونی لگا

اوسی بن کی آتا تھا صحرا کو جوش
صدا اپنی در جتو بلکی کرتا خروش

گل و نغمہ اوسی جو کرتی ہزار
تو لیتا اونہیں تو ہیئت دامن یار

کہیں حلقہ حلقہ کہیں لخت لخت
کبہی ہوگئی گرد اوسکی سنی درخت

بجاتی تھی جیوں جیوں وہ بن بن کی بین
خس و خار سنتی تھی بن بن کی بین

نظر جو کی پڑتی تھی چھوٹی بڑی
ہر ایک عالم شوقمیں تھی کڑی

تماشا نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی
در و دشت عشق ہو پڑے تھی سبھی

یہاں تک کہ رہ بیٹھی جو کفش پا
وہ سنتی تھی کان اپنی اودہر لگا

گل و نغمہ بلبل کی تھی یہ بہار
کہ صحرائی گل اوسکی آگی تھی خار

سن آواز کی اوسکی شان و شکوہ
لگیا الگ اوب کی سنی ہلنی سنگ کوہ

نہ نالا ہی سن شور اوسکا چلی
لگنو لگی دلو میں پری ولولی

یہ چشمہ ہی کچھ آبدیدہ رہی
کہ گریان کو کرجا لگ دریا ہی

کی باگ جو کو شمس آگ لگی
تو سنی کو سوتی اوتہی جاگ لگی

سمجھ ہیں کی اوسکی بسمل ہساز
کہ گریان کرنی لگی تار تار

فقط بلبل و گل کا کیا تہا ہجوم
کہ گرتی تہیں وہاں ڈالیاں ہو جھوم

تحیر کا تہا وہان ہر ایک کو مقام
زبان کا کھلنا تہا ہو لسی کام

چمن کرتی ہرتی تہی جنگل کی تئیں
بہاتی تہی جنگل ہیں یا لعل کی تیں

یہ ہر جا یہ تہا اوسکی دم سی طلسم
بندہا تہا اوسی دم قدمیں طلسم

شب و روز گشتہ مثل صبا
ایسی طرح پہرتی تہی وہ جا بجا

وارد شدن نجم النسا در پرستان

کہیں پہر ہی تو اے ساقی گلعذار
کہ صحرا سی اب دل ہوا خار خار

کوئی پہول سی دی شتابی شراب
کہ شہر مطالب کو ہو تجون سحاب

وہ دارو پلا دلکو جو راس ہو
کہ جسنی کی بیمار کو آس ہو

سبب کے اسباب دیکھو ذرا / کہ قدرت میں اوسکی ہے کیا کیا ادا

سفید و سیہ اوسکی ہے اختیار / زمانے میں اوسنے یہ لیل و نہار

جہاں میں ہے اندوہ و عشرت بہم / کبھی صبح عیش و کبھی شام غم

دو رنگی زمانہ کی مشہور ہے / کبھی سایہ ہے یہاں کبھی نور تھا

قضارا یہ تہا نا سا اک دشت تہا / کہ اک شب ہوا اوسکا دامان بستر

وہ تہی اتفاق شب چاردہ / ادا سے وہ بیٹہی وہاں رشک مہ

بچھی ہر طرف چادر نور تہی / ہی چاندنی اوسکو منظور تہی

بچہا کر کے چہالی کو اور لیکے بین / دو زانو سنبھل کر وہ زہرہ جبین

کدارا بجانے لگی شوق میں / لگی دست و پا مارنے ذوق میں

کدارا یہ بجنے لگا اوسکی ہاتہہ / کہ مہ نے کیا دایرہ لیکے ساتہہ

بندہا اسطرح کا جو اوسدم سمان / صبا بھی لگی رقص کرنے وہاں

وہ حسن بیان جیسے گل وہ نور قمر / وہ براق سا ہر طرف دشت و در

وہ اوجلا سا میدان چمکتی سی ریت / اوگا نور سے چاندنا روکہا کہیت

درختوں کی سایہ سے مہ کا ظہور / گری جیسے چھلنی سے چھن چھن کی نور

دیا ہے کہ جو گل کا منہ دیکھ کر — ہوا نور سایہ کا گلبرگ پر
لیا ہے یہ سبھی مین سنکر جو دل — گئی سایہ اور نور آپس مین مل
وہ صورت خوش آئی جو اوس گور کے — دل اپنی پہ سایہ لی منظور کی
ہوا بندہ لی اوسکی اس اصول — بسیرا لگی جانور اپنا بھول
درختوں سی لگ لگ کی باد صبا — لگی وجد مین بولنی واہ واہ
درختوں کی تہی جھلکتی ہوئی — خس و خار ساری جھلکتی ہوئے
کہ دار یکا عالم یہ تہا اوسگھڑی — کہ تہی چاندنی ہر طرف غش پڑی
یہان تو یہ عالم تہا اور طور یہ — تس اوپر فرائم سنو اور یہ
کہ تہا ایک پریزاد فرخ سیر — جنون کی وہ تہا بادشہ کا پسر
نہایت طرحدار صاحب جمال — برس بیس اکیس کا سن و سال
ہوا پر اوڑائی ہوی اپنا تخت — کسی طرف جاتا تہا فیروز بخت
وہ جاتا تہا کرتا ہوا سیر ماہ — اوسی خلق کہتی تہی فیروز شاہ
یکایک سنی بین کی جو صدا — وہاں تخت لا اپنا اوسنی رکہا
جو دیکہی تو جوگن ہی اک رشک حور — کہ چشم فلک نی نہ دیکہا تہا نور

نظر کرکی حسن اوسکا عشق کر گیا
تعشق کی عالم میں لبس کر گیا

کیا کچہہ بناوت کا یہاں ہوس ہی
لگا کہنی جوگی جی اوس ہی

پڑا تم پر ایسا کہو کیا سچو کر
لیا واسطی کسکی تمنی بہوگ

کیدہر تم ہوائی کہاں جاؤ گی
دیا ہم پر اپنی ہی فرماؤ گی

وہ سنجی کہ دل اسکا آیا ادہر
کہ رکہتا ہی دل سی تو دل سی خبر

حسن وخار ہی عشق و حسن الگ ہی
سدا حسن اور عشق میں لاگ ہی

ولی راگ سی آور اوہمیں ہوا
کہ دونون طرف آگ دیہی لگا

کہا ہس کی جوگن نی پر بول کر
جتا نسی تو آیا چلا جا ادہر

کہا تب پریزاد نی واہ جی
بہت گرم ہیں آپ اللہ جی

نہ دلی ہوا اتنا بہلا جاؤ گا
ذرا ہیں سنکر چلا جاؤ گا

کہا ہو گی سو تو کسی اپنی کہو
فقیر ونکو چہیڑو نہ بیٹہی رہو

یہہ دو دو لطیفی جو باہم ہوئی
ایسی لطف میں وہ تو بیدم ہوئی

گئی بیٹہہ اسامنی رت مین
رہی لپٹ دونون اوسی ہاتہ میں

نظر حسن پر گاہ و کہہ بین پر
سراپا دل اوس لعبت چین پر

رہا تن بدن کا نہ کچھ اوسکو ہوش — بنا گل وجیوں نقش پا بے حس و ہوش
وہ جوگن جو ہے درد عشق کی اسیر — ہوا غم میں جوگن کی یہ بے فقیر
نہ سدھ گھر کی لی اور نہ لی راہ کی — جب آئی ذرا سدھ تو پھر آہ کی
بجھاتی رہیں وہ صبح تک — یہ رو یا کیا سامنے بیٹھ کر
ادھر تار پیرہن کی تھی بہار — بندھا تھا ایدھر اوسکی تونیکا تار
دھری اوسنے کاندھے پر جب اپنے — اوٹھی لیکے انگڑائی زہرہ جبین
پریزادی تب پکڑ اوسکا ہاتھ — بٹھالی بٹھا تخت پر اپنے ساتھ
زمیں سے اور آسمان کی تئین — وہ کیسا کہا کی نہیں رہی نہین
تماما اور اوسنے اوڑایا اوسے — پرستان میں لاکر بٹھایا اوسے
یہ مژدہ گیا باپ پاس اپنے لے — کہا عرض کرتا ہوں میں آپ سے
یہ جوگن ہے ہے ایک صاحب کمال — ذرا اپنے سنئے اور اوسکی خیال
بہت آپ اوسنے اوٹھاوینگے حظ — بہت ہیں سے اوسکی پاوینگے حظ
کہا اون نے بابا بہت خوب ہے — ہمیشہ سے راگ اپنے مرغوب ہے
کہا او جوگی جی بیٹھو ادہر — کرو روشن اپنے قدم سے یہ گھر

کہا محبت بیٹی کی اور باپ کی — سر او پر ہماری قدم آپکی

بہت اوکی تعظیم و تکریم کی — جگہہ ایک پاکیزہ رہنی کو دی

مجلس آراستن پدر فیروزشاہ

پلا مجہکو ساقی محبت کا جام — کہ مہمانیوں میں ہوا دن تمام

یہہ جوگن جو تہی بروگن ہوئی — کہ اپنی میں رات آئی جوگن ہوئی

بہبوت اپنی مُہ پر شتابی سی مل — رکہہ اینڈوی کو جیوں مہ شب آئی نکل

دکہاتی ہوئی سوز دل دور سی — اوڑاتی ہوئی رال کو نور سی

ستاروں کا مالا گلی بیچ ڈال — وہ پہونچی پرستان میں حال حال

ہوئی شب جو وہ بزم انجم فروز — چہپا رشک سی اوسکی پردہ میں روز

ملک نی پرستان کی مجلس بنا — بولایا اوسی جسکی تہی وہ ثنا

پریزاد ساری ہوئی جمع وہاں — کہ دیکہیں تو جوگن کا حال کر سماں

وہ جوگن جو سیج ہی زہرہ جبین — تو مجلس میں آئی لئی اپنی بین

بہت منتوں سی بلایا اوسی — بڑی عز تو نسی بٹہایا اوسی

کہا ہم ہیں مشتاق کچہہ گائی — سماں بین کا ہمکو دکہلائی

کہا کچھ بجانا ہمیں اپنا کام / ہر ایک طرح لینا ہمیں ہر کا نام

ہی بیزار فرمائیشو لیسی فقیر / ولی کیا کرین اب ہوی جو اسیر

کہا جوگی صاحب یہہ کیا بات ہی / کرم آپ کا ہم پہ دن رات ہی

جو مرضی ہو تو ہمکو تکلیف دین / نہیں جسمین راضی ہو تو ہم کرین

کہا اسطرحسی جو فرما دیے گے / تو ہان بندگی ہی بلی کچھ باولی

یہہ کہہ اوسنی اوربین کاندہی پر دہر / یہان تک بجائی کہ دیوار و در

کہری رہ گئی ہوش کہوئی ہوئی / نظر جو پڑی وہان سو روی ہو

کیا اہل مجلس کا جو دل کہیل / کہ جیون شمع اسک آی اوسکی نکل

ہوئی مینہ پر انگلیان جو دوان / کہ تہو نسی اوسکی ہوی دل روان

روان اور دوان کردیا جان کو / رولایا ہر ایک جن و انسان کو

ہوا حال پر اوسکی جو کچھ تباہ / وہ عاشق جو تہا اوسکا فیروز شاہ

کبہی کر منہی آگی کرتا نظر / کبہی جانکلتا جیب کی ایدہر اودہر

ستونکی کبہی اوت میں ہوکی وہ / کہڑا دیکہتا اوسکو رو رو کی وہ

کبہی ایدہر اودہر سی بہر بہر کی آہ / چہپی اوسکی ملکری پر کرتا نگاہ

وہ تو کچھ نہ کہتی یہ سنتی اوسی
نظر اوسکی جب ان پری پر پڑی
اوس آن و ادا پر وہ مغرور شاہ
اگر کوئی جو کن کی کرتا ثنا
غرض تھی یہہ صحبت کہ میں کیا کہوں
بچی پہلی صحبت میں وہاں ایسی بن
سراہا پریزادی کا باپ نے
ایسی طرح ہر شب کرم کیجئے
مقدم ہمارا جہانا کرو
یہہ گھر بار ہی آپ کا ہی تمام
تکلف کو موقوف کر دیجئے
کہا اوسنے مطلب نہیں کچھ ہمیں
کہاں ہم کہاں تم ہوا یہہ جو ساتھ
یہہ کہہ وہاں سے اوٹھی وہ جو لن اودہر

لگن ایکہو لیسی پر دیا یہہ رہتی اوسی
تو وہ اور کی طرف کرتی نظر
دل و جان سے کرتا تہا ہر لحظہ آہ
تو کہا رشک کہتا کہ یہ ہمکو کیا
یہی دل تہا اوسکا کہ دیکہا کروں
کہ عشق کر گئی وہ جو تہی لکھہ چین
کہا کی دیا جو گی جی آپ نے
میری بزم رشک ارم کیجئے
ہمیں اپنا مشتاق جانا کرو
ہوئی آج سے ہم تمہاری غلام
جو کچھ تمکو درکار ہو لیجئے
تمہارا مبارک رہے گھر ہمیں
یہہ تہی بات سب اٹ دوا ہے کہا
دیا تہا جہاں اوسکی رہنی کو گھر

لگی رہنی اوسمین شب و روز وہ ۔ سمجھتی تہین اپنی دل آرزو وہ
کیا جیسی اپنی کہ سنتا ہی جی ۔ نہ گہبرائیو اپنی دل مین کبہی
یہ سنیم کہ تا گرد کار جہان ۔ درین اسکا راچہ وا رونہان
غرض اسطرح اوسکا معمول تہا ۔ کہ اوس شاہ پرتو کی خدمت مین جا
پہر رات تک ہستی اور بولتی ۔ ہر ایک بات مین قند ہی گہولتی
بجا مین سبکو رجہاتی تہی وہ ۔ پہر کی تجی گہر کو جاتی تہی وہ
ولی کیا کہون حال فیروز شاہ ۔ کہ تہی دن بدن اوسکی حالت تباہ
نہ دنیا کی اوسکی نہ دین کی خبر ۔ اوسیکی تصور مین شام و سحر
اوسی شمع کی گرد پہرنا اوسی ۔ پتنگی کی مانند کرنا اوسی
بہانی سبہی ہر کام کی روز و شب ۔ وہین کاٹتی آکی اوقات سب
ایسی طرح اوقات کہونا اوسی ۔ سدا اپنی حسن کی رونا اوسی
وہ جو کچہ ہی سو سو طرح کر ادا ۔ ہر ایک آن مین اوسکو لینی لگا
ولی کچہ جو باتین تہی حسن طلب ۔ تو عاشق پہ وہ غصہ کرتی غضب
کیا اوسنی پردہ مین جب کچہ سوال ۔ دیوانا کیا اوسکو باتون مین ڈال

کبہی خوش کیا اور کیا لیکہ اوداس
کبہی دور بیٹہی کبہی اوسکی پاس

کبہی تیکہی نظرونسی گہایل کیا
کبہی میٹہی باتونسی مایل کیا

کبہی تیڑہی باتونسی مارا اوسی
کبہی سیدہی دلسی پکارا اوسی

کبہی ہنس کی دیکہا ذرا خوش کیا
کبہی ہوکی غملین ناخوش کیا

کبہی مُنہ دکہایا چہپایا کبہی
کبہی مار ڈالا جلایا کبہی

لٹونمین کبہی دلکو لٹکا دیا
کبہی ساتہہ باتونکی جہٹکا دیا

جو دیکہا چہپی تو لیا مُنہ کو موڑ
ایسی طرح کرتی رہی توڑ جوڑ

وہ ہرچند انکہیں دکہاتی رہی
پہ نظرونمین دلکو لبہاتی رہی

بچارا پڑا دو وہ سادہ دل
ادائین پہ انسان کی متصل

نہ مُنہ پر وہ عالم رہا اور نہ نور
کی دمین دل ہولیا چور چور

ایسی طرح مدت گئی جب اوسی
چڑہی گرمی عشق کی تپ اوسی

جگر خون ہو انکہونمین آیا اوبل
گیا دل سبب اندرہی اندر پگہل

بہہ دی پردہ دلسی جینی صدا
کہ ہی صبر کی اپنی اب انتہا

جو لینا ہی اوسی تو کہہ حال دل
کہ اب تنگ ہی اپنا احوال دل

سنبھلنا ہی ظالم تو اب ہی سنبھل
نہیں تو یہ دم میں جلامیں کل

ملا کر تو اب دست افسوس کو
پڑا رہ لیے ننگ و ناموس کو

یہ سن جبکہ پیغام مجبور ہو
کہا اپنی نزدیک کو دور ہو

بلا سی اگر ان رہتی نہیں
کہ اب بن کہی جان رہتی نہیں

غرض ایکدن بات یہ ٹہان کر
لگا کہات پر اپنی وہ آن کر

نہ تہا اوسکے گہر کوئی ایدہر اودہر
اکیلی پڑی جو گئی اوسکی نظر

اکیلی اوسے دیکہہ ہو بیقرار
گرا پانو پر اوسکے بی اختیار

گرا اسطرح سے قدم پر جو وہ
تو کہنی لگی مسکرا اوسکو وہ

کہی آج کیا یہ خلاف قیاس
گرا اتنا تو ہوگی کیون بیحواس

کسی نے ترا دل ستایا کہیں
دیا جبکو تیری کبہایا کہین

میری بیٹہنی سی اذیت ہوی
کہ جہمانیونسی مصیبت ہوی

فقیرونسی اتنا نہ ہو تو خفا
چلے ہم بہلا جا تیرا ہو بہلا

اذیت مگر ہمسی پاتا ہی تو
جواب پانو پڑ پڑ اوٹہاتا ہی تو

لگا کہنی رو رو کی فیروز شاہ
کہ بس بس یہی تم کہوگی نہ واہ

تمہاری سمجھہ کی تو مارا ہمین — یہہ باتین ہین اب گوارا ہمین
ستائی ہوئی کو ستاتی ہو کیا — جلی دل کو ناحق جلاتی ہو کیا
ہوئی تم نہ واقف میری حال سی — فدا ہین رہا جان آور مال سی
تم اپنا سا مجھکو سمجھتی رہے — بھلا تمکو اب یہان کوئی کیا کہی
تم ایسی ہی کی رحم کی زرد ہو — غرض اپنی عالم مین تم فرد ہو
کہا اوسنی لیکن کہہ تو اپنا ہی حال — کہ تو کیون گرا سر کو پانون پر ڈال
کہا تب پریزادی میری جان — کہان تک کرون راز دلکو نہان
بھلا ہجر مین کب تلک ہون ملول — غلامی مین اپنی مجھی کر قبول
لگی پس کی کہنی کہ ایک طور سی — کہ میری کہانی سنی غور سی
مطلب اگر میری برلاوی تو — تو شاید مراد اپنی بہی پاوی تو
کہا اوسنی پھر جلد فرمائی — جو کچھہ اب سی ہو بجا لائی
کہا اوسنی یہہ ہی میری داستان — کہ شہر سراندیپ ہی ایک مکان
ملک ایک وہان کا ہی مسعود شاہ — کہ ایک اوسکی بیٹی ہی مانند ماہ
جہان مین ہی بدرمنیر اوسکا نام — مین رہتی تہی خدمت مین اوسکی مدام

بنایا تہا اوسنی الگ ایکباغ — کہ فردوس کا تہا وہ چشم چراغ
جدا باپ سی تہی وہ اوسجا مقیم — سدا سیر کرتی تہی بیخوف وبیم
بنجم النسا اوسکی دخت وزیر — ہمیشہ سی ہمراز تہی اور مشیر
جدا ایک دم اوسی ہوتی نہ تہی — سوائی تغیر اوسکی ہوتی نہ تہی
خوشی سی سروکار غمسی فراغ — برنگ چمن رہتی تہی باغ باغ
کیسیطرح کا غم نہ تہا دہیان مین — ترقی خوشی کی تہی ہر آن مین
ہوا ایکدن یہہ عجب واردات — کہ ایک شخص وارد ہوا ایکرات
کہان تک کہون اوسکا قصہ ہی دور — نہ تہا آدمی تہا وہ ایک شعلہ نور
گیا شاہزادی کا اوسپر جو دل — ہوئی ایک دونو وہ اپسمین مل
دلی عاشق اوسپر تہی کوئی پری — محبت مین اوسکی تہی وہ بہی ہرے
کہین یہان کی آئی تہی سن کر خبر — خدا جانی اوسکو لی بہاگا اودہر
ویا قید مین اوسکو ڈالا ہی کہین — کہ مدت سی اوسکی خبر کچہہ نہین
سو مین جوگین اوسکی جولی ہوئی — یہان تک تو ہوچکی پرگش ہوئی
پریزاد البتہ تم ایک ہو — اگر تم ذرا کہوج اوسکا کرو

کہ شاید دوستی تمہاری ملی | کہ ہر آرزو سب ہماری ملی
دل آباد ہو جیکو آرام ہو | تمہارا بہی اس کام میں کام ہو
کہا تب پریزاد نی ہاتہہ لاو | انگوٹہی دکہایا کہ اتر انجاو
کہا پہر یہی کچہہ نہیں مہ جبین | لگی ہنس کی کہنی نہیں ہی نہین
یہہ سن قوم کو اوسنی ایسی بلا | نصیدسی سبکو سناکر کہا
کہ جاؤ تو ڈہونڈہو کرو مت کمی | کہ ایک ہی پرستان میں قید آدمی
جو تم میں سی لاویگا اوسکی خبر | جواہر کا اوسکو لگا دونگا ڈہر
یہہ سن اپنی سردار کا وہ کلام | تجسس میں پہرنی لگی صبح شام
ہوا تا کہاں ایک کا وہاں گذر | جہاں قید میں تہا وہ خستہ جگر
وہ روتا جو تہا نالہ و آہ سی | تو کچہہ اوسکو آئی صدا چاہ سی
کہا کچہہ تو ملتا ہی یہاں سی سراغ | کہ آتی ہی یہاں بوی گلدار باغ
وہ جو گئی جو دیو تہی جابجا | لگا پوچہنی کسکی ہی یہہ صدا
کہا ماہ رخ کا ہی قیدی یہاں | کوئی میں تڑپتا ہی ایک نوجوان
یہہ تحقیق کر اور لی وہاں کا بہید | اوڑا شہر کو اپنی دیو سفید

گیا جا کی فیروز شہ کو سلام | سنا تہا جو کچھ سو سنایا تمام
کہا میرا ماجرا ای اب لا سے | جو دیکھی کہا ہی سو دکہلا ئی
جو معمول تہا وہاں کی العام کا | جواہر کی اوسکو دیتی پر لگا
یہہ سمجھا پہر اوس ماہ رخ کو بعام | کہ کیوں زیست کرتی ہی اپنی حرام
بنی آدمون کو تو جور لیسی لا | بتہاتی ہی گہر میں تعشق جیتا
تیری باپ کو گر لیکیوں تیرا حال | تو کیا حال ہو تیرا ای بد خصال
عزیز اپنی رکہتی نہیں جان کو | اپنی ہی کہ بہولو بہہ بستان کو
تیرا رنگ غیرت سی اوڑتا نہیں | تجہی کیا پریزاد جوڑتا نہیں
ہماری لگی ہول خوف و خطر | لگی رکہنی السان پر تو نظر
بہلا چاہتی ہی تو اوسکو نکال | کیوں نہیں جیسی تونی رکہا ہی ڈال
اور اوسکی قسم کہا کہ ہرگز کہیں | لیا نام اوسکا تو پہر تو نہیں
کیا ماہ رخ کو یہہ فرمان جب | ہوی خوف سی وہ پریشان تب
کہا مجہسی تقصیر اب تو ہوی | کہو اوسکو لیجا یہاں سی کوی
اگر اب میں لاگوں ہوں اوسکی کبہی | تو پہر ہونگ دیکھو مجہی تم تبہی

پر اتنا ہین احسان مجھہ پر کرو | کہ اوسکا پرستان مین چرچا ہو
میری باپ کو یہہ ہووی خبر | کہ مین پہر نہ ابد ہر رہون نہ ادہر
یہہ سنکر جواب اوسکا وہ شاہ | چلا اپنی جب سی جہان تہا وہ چاہ
سر چاہ پر جب وہ ہو کی شفیق | کہا اونکو تہی وہ جو اوسکی رفیق
کہ یہہ سنک او کرتی بہالسی ہلی | کیسی طرح جہالی سی بہر تلی
کری تہی جو وہ دیو جیسی بہاڑ | اونہون نی دیا اپنی سینہ کو کاڑ
وہ پتہر جو تہا کوہ سلسنک راہ | دیا پہینک وہان سی اوسی مثل کاہ
وہ بادل سا سر کا جو اوس چاہ سی | تو ایک نور چمکا شب ماہ سی
اندہیری سی اوس چاہ کی اوسکا تن | نظر یون پڑا جیسی کالی کا من
وہ من ڈالی وہان اوسمین پڑا تہا جو | کہا اوس پریزادنی سبکو ہان
نکالو امانت اوسی اس نمط | کہ لیتی ہون تو مشک سی جس نمط
تمہین احتیاط اوسکی اتنی ضرور | سمجہو اوسی اپنی پتلی کا نور

بدر آمدن از چاہ بی نظیر

قدح بہر کی لا ساقی با تمیز | کوئین سی نکلتا ہی یوسف عزیز

لگی دن جران لگی اور آئی بہار　　لگی لالہ کونسی دیکھیا لالہ زار
کلالی جھلکتی دلا دیکھ سے　　سماں کوئی ایسا دیکھیا دیکھی مجھی
کہ وہ ماہ نخشب کوئیں سے نکل　　منازل پر اپنی پھری بر محل
کوئی دیو تہا وہاں سکندر نژاد　　کوئیں میں اوتر کر وہ جیب مراد
الگ یوں لی آیا کوئیں سے نکال　　کہ فوارہ جیوں آب کو دیتی اوچھال
لی آیا وہ جیوں خضر ہو گیا تیسی　　نکال آب حیواں کو ظلمات سی
ہوئی مست اس تازہ بو سی وہ گل　　کہ نکلا وہ سنبل سہا ماند گل
اندھیرے سی نکلا وہ روشن بیان　　کہ حرفوں سی جیوں ہوئی معنی عیان
وہ جیتا تو نکلا ولی اس طرح　　کہ بیمار ہو نزع میں جس طرح
زبس اوپرالی کا تہا اوسکو غم　　لگی تو کہ پہرتا تہا اوپر لبوں دم
جمی خاک تن پر برنگ زمین　　گرا جیسی لعلی ہی پیلا کہیں
نہ اکہیوں میں طاقت نہ تن میں توان　　کہ جیوں خشک ہو نرگس بوستان
وہ تن سرخ جو تہا سو پیلا ہوا　　وہ جوڑا جو تہا سبز نیلا ہوا
وہ سر میں جو تہی اوسکی سنبل نمی بال　　ہوئی لاغری سی بدن پر وبال

فقط پوست باقی تھا یا استخوان
بدلتے رنگ کی تھی اُس وہاں تب نمود
بدن خشک و زرد اسطرح تھا وہ گل
وہ ناخن جو تھے اوسکے مثل ہلال
یہہ دیکھا جو احوال اوسکا تباہ
بٹھایا تخت پر اپنے اوسکو وہان
رکھا تخت ایک جا پر اوسکا چھپا
چل اب تو کہ میں اوسکو لایا یہان
دیوانی تھی ازبس وہ اوسنے لی تو
کہا چل کہاں ہے بتا تو مجھے
کہا رہ کے چلیو ذرا تم سنو
یہہ کہہ اور لے ہاتھ میں اوسکا ہاتھ
گیا اپ اوس تخت پر ٹھہ اور
جسے ڈھونڈتی تھی تو یہہ ہی وہی

نہ تھا خون کا رنگ بھی درمیان
کہ اولجھا ہو جیون ریسمان کبود
خزان دیدہ ہو جسطرح برگ گل
سو وہ ہوگی بڈہ کی بدر خصال
تو روتا ہوا جلد فیروز شاہ
لی آیا وہ بیٹھی تھی جو گلجہان
کہا پھر یہہ جاکر کی تخم النسا
یہہ سنتی ہی گھبرا کی بولی کہان
نہ سر کی رہی سدھ نہ کچھ پانو کی
ذرا صورت اوسکی دیکھا تو جی
کہ شادی بڑی ہے کہیں غم نہو
لئی اپنی جو کس کو وہان ہمایہ نہ
دیکھا یا اوسی اور کہا کر تو غور
کہا ہای ہاں ہاں وہی ہے وہی

یہہ کہہ اور اوس تخت کی پاس آ — کہا ای پریزاد تو اوٹہہ ذرا

کہ اس تخت کی گرد یکدم پہرون — بلائین پہن دل کہولکر اسکی لیون

کہا اوسنی ہنسکر بہلا دیکہہ تو — تو اس بات پر میری صدقہ ہی ہو

کہا اوسنی جب اپنی جولی دیکہا — اری دیو تو کیون دیوانہ ہوا

غرض وہ پریزاد بہی اوٹہہ — کہڑا ہو گیا تخت سی ہو اودہر

یہہ اوس تخت کی گرد پہرنی لگی — بلا اوسکی لی لی کی کرنی لگی

گلی لگ کی رونی لگی زار زار — کیا اپنی تن من کو اوس پر نثار

وہ دیکہی جو تنگ اسکی اوسانی نظر — تو تخم الٹ ہی یہہ درخت و زبر

کہا تو کہان آور کسکا یہہ جوگ — کہان یہہ لباس اور کہان یہہ بوگ

کہا اس غم نی دیوانہ کیا — کہ عالم سی اپنی بیگانا کیا

بغل کہولکر پہر تو اپس مین مل — وہ رو یا کیا دیر تک متصل

بیان پہر جو اپنا وہ کرنی لگی — تو ہر ایک کی چشم بہرنی لگی

کہا سرگذشت اپنی وسدم انلک — کہ اسطرح ہو چکی ہون ہم تم ملک

یہہ سن نی نظیر اپنی دلسوز سی — لگا ہاتہ دہونی اوسی روز سی

گیا ایکدن تو اونہوں کی مقام
اوڑی تخت پر بیٹھ کر وہ اودہر
وہ جوگن و فیروزشہ آ اور ماہ
گہری حرف مطلب زبس سوچ کر
مربع نشیں تہی جو بدر منیر
اوتارا وہیں جا درختوں میں تخت
اکیلی او ترو ہانسی ائی اودہر
یکایک جو آ وہ قدم بڑہ گری
پہر آخر جو دیکہا تو جوگن ہی یہہ
کہا ہائی نجم النسا تو ہی جان
ہمیں تیری ملنی کی کب اس تہی
بہت اوس نی چاہا کہ ہووی کہی
کہا بار غم سی افاقت نہیں
بلائیں لگی لینی نجم النسا

چلی دوسری دن وہ بر دو لب
کہ تہا القصہ مطلوب اولکا جدہر
چلی تخت پر بیٹھ اوپر کی راہ
وہ بیٹھی تہی گہر میں مثلث کی گہر
وہاں جا لگی ہو چکی وہ دخت وزیر
دوبارا اکیلی اون درختوں کی تخت
لیئی سوگ بیٹھی تہی وہ مہ حیدہر
تو جہجکی وہ شہزادی اور کچہ ڈری
میری درد و غم کی بروگن ہی یہہ
ارے تیری صدقہ میری مہربان
کہ جیتی ہی اپنی ہی کچہ پاس تہی
گہری ہو گئی ہولی دلی کر پڑی
ارے کیا کروں مجہ میں طاقت نہیں
لگی کروہنی بر ایک صب

اوسی شہر او کیا تھا حال باد
جو دیکھا تو کچھ یہاں ہی اوسی یاد

نہ گھر کی وہ رونق نہ اوسکا وہ حال
کلو لسی لگا دل تلک پائمال

پڑی ساری مدامت دیوار و در
محل میں جو دیکھو تو ٹوٹا سا گھر

خواصین جو تھیں پاس وہ نازنین
سو میلی کچیلی کہیں کی کہیں

نہ چوٹی گوندہی اور نہ کنگھی درست
جو چالاک تہیں بن گئیں وہ بہی سست

ہر ایک اپنے عالم میں دیکھو تو دنگ
اوڑا رنگ چہرہ کا مثل پتنگ

نہ اُپسکی چہلیں نہ وہ چہچہے
نہ گانا بجانا نہ وہ قہقہے

غم آلودہ ہر ایک زار و نزار
نہ آرام دل کو نہ جیکو قرار

جو بیٹھیں تو رونا جو اوٹھیں تو غم
غرض تھی اوٹھی سے اون پر ستم

چمن ساری ویران سی تھی پڑی
شجر گل کی ایک جھاڑ سی تھی کھڑی

جو خود تھی تو حیران و بیمار سی
کہ جیون زرد شبنم کی ہو آرسی

نہ تاب و توان و نہ ہوش و حواس
ضعیف و نحیف و پریشان او واس

یہہ احوال دیکھ اوسکا بخت الم
جلی شمع کی طرح آنسو بہا

و لیکن محل میں پڑی ہے جو ڈھوم
کہ مثل پروانہ اوسپر ہجوم

سنی ایک سی ایک نی یہہ خبر   مبارک سلامت ہوی یکدگر

کوئی غنچے کے طرح کہلنی لگی   کوئی دوڑ دوڑ اوسسی ملنی لگی

لگی کوئی صدقہ کی لانی لگی   کوئی سر سی روتی چہولانی لگی

کوئی آئی گہر سی و باہر سی کوئی   ادہر سی کوئی اور اودہر سی کوئی

حقیقت لگی پوچہنی آ کوے   لگی کرنی آپس مین چرچا کوئی

ہوا سر پہ اوسکی زبس اژدہام   لگی کرنی گہبرا کی سبہا و سلام

کہانی ہیو کل کہو لگی ہیں حال   کہ اب راہ کی ماندگی ہی کمال

وہ انبوہ جب کچہہ ہوا برطرف   تو پہر دیکہہ نجم النسا ہر طرف

کہا شاہزادی تو آتی نہین   ادہر اپنی زلف لاتی نہیں

چلو چل لی آرام تک کیجی   کچہہ اک تمسی کہنا ہی سن لیجی

گئی جب کہ خلوت مین بدر منیر   کہا لی مین لائی تیرا لی نظیر

یہہ سن ایکدم تو وہ غش کر گئی   کہی تو کہ جیتی ہی جی مر گئی

تعجب سی پوچہا کہ سچ مچ ہی یہہ   دیا چہیڑنی کو میری کچہہ ہی یہہ

کہا مجہکو سوگند اس جان کے   غلط کہنی والی مین قربان گئی

نٹ ط و خوشی کی خبر یکبیک | نہیں ہے پر کیہ بیٹھی ہیڈ برک

کہا کیون کہ لای کہا اسطرح | وہ سب کہدیا حال تہا جسطرح

کہا پہر وہ دونو کہان ہین کہا | درختونمین اونکو رکہا ہی چہپ

تیرا جانی قیدی چہوڑا لائی ہون | اور ایک بندہ ہوا اوڑا لائی ہون

عجب وقت مین مین ہوی ہون جدا | کہ دلبر کو تیری دیا لا ملا

مگر ایک یہہ آپڑی نی لیسی | کہ مین تیری خاطر بلا مین پہسی

سو اب ایک کو تو لی آتی ہو تمین | ہوا دوسری کو بتاتی ہو تمین

یہہ سن شاہزادی سی کہلکہلا | کہا کیون اوڑاتی ہی تبسم النسا

اری ایک تو ہی بڑی قہر ہا | کہین تو ہی آفت کہین زہر ہی

چل اب چونچلی بس زیادہ نکر | اوہین جا کی جلد لیسی لی آ ایدہر

کہا پہر پریزاد کی رو برو | بغیر ازکیسی کی کیسی ہو گی تو

کہا وہ تو ایسا دیوانہ نہیں | وہ اس بات کو کیا کہی گا نہین

اگر تیری کچہ دلمین وسواس ہی | نہین دور وہ تو تیری پاس ہی

ذرا پوچہہ لیجو تو اس بات کو | کہ وہ رد بدر و اسکی ہو یا نہو

یہہ سنکر شتابی گئی وہ نگار | لیا اوسنی آہستہ اوسکو پکار
چہپائی ہوئی لا بٹہایا وہان | وہ خلوت کا جو تہا قدیمی مکان
پہر اوسنی یہہ پوچہا کہ ای لی نظیر | کہو تو چلی آئی بدر منیر
کہا خیر ہی تجکو رشک چمن | جہپی ہی کس بات سی ہی بہن
میرا جان و مال اوسپر قربان ہی | کہ اوسکی سبب سی مری جان ہی
میرا تو یہہ ہمدم ہی دن رات کا | مجہی اوسی پردہ ہی کس بات کا

ملاقات شدن لی نظیر از بدر منیر

میری منہ سی ساقی لگا دی شراب | کہ ملتی ہیں ہر دو مہ و آفتاب
یہہ سن سن کی باتیں وہ پردہ نشین | چلی آئی وہ نازنین مہ جبین
حیا سی پہر آکی وہ بیٹہی جو پاس | پہر آئی گئی اوہن کو ہوش و حواس
نظر سی نظر جو ملی ایک بار | گئی چشم نی لعل و گوہر نثار
اودہر چشم خونی ادہر چشم نم | اوسی اوسکا غم اور اوسی اوسکا غم
نہ وہ رنگ اوسکا نہ وہ اوسکی حال | تن زرد زرد اور رخ لعل لعل
بہم دو خزان دیدہ گلدار سی | ملی جیسی بیمار بیمار سی

عجب صحبت ایسمیں اوسدم ہوئی — کہ ایسی ہی صحبت بہت کم ہوئی
وہ نجم النسا اور فیروز شاہ — حیاسی کئی اپنی نیچی نگاہ
سر شک محبت بہانی لگی — اوس احوال پر حیف کہانی لگی
اور ایکطرف وہ شاہزادہ نڈھال — لگا رونی انکہومیں دہر کر رومال
وہ مجروح دل تہی جو ندر منیر — لگی کہینچنی اپنی آہوںکی تیر
کہا شاہزادہ نی احوال سب — کوئیں مین جو کدرا تہا رنج و تعب
نہ ہوتا کوئی میرا فریاد رس — تڑپتا رہا دل برنگ جرس
وہ تاریک خانہ میرا گہر رہا — سدا میری چہاتی پر پتہر رہا
محبت نی یہ جاں سی زوردی — کہ میری نئیں جیتی جی گور دی
زمیں سی نکلنی کی کب اس تہی — فلک کی مجہی ہاتہہ سی پائیں تہی
عجب طرح سی زیست کرتا رہا — تیری جانبسی دور مرتا رہا
خدا ہی نی تجہسی ملایا مجہی — او تہہ قبر سی پر جلایا مجہی
دیئی شاہزادی نی رورو جواب — کہ میں نی بہی دیکہی تہی بکرور خواب
تیری داغ کی دلمیں جو بو گئی — میں اکرات روتی ہوئی سو گئی

تو لیا دیکھتی ہون کہ صحرا ہی ایک
صدا اونٹنی سی آتی ہی دور میر
مین ہر چند چاہا کرون تجھسی بات
میری جان کو اسطرح دہل گئی
عجب اوس گھڑی مجھپر گذرا قلق
اوسی دلسی یہہ حال گذرا امیر
نہ دیتا تہا کوئی تیری خبر
گذرتا تہا وہان مجھپر جو صبح شام
یہہ کہتی ہین کیسی یہہ درد نہان
عجب طرحسی زیست کرتی ہی مین
ایسی غم مین رہتی ہی لیلی وہان
میری شکل پر روئی نجم النسا
ہر اکی کو معلوم ہی تمکو سب
سنہ السمس کہہ حال دل رو اوٹھی

اور اوس وحشت ور مین کیوان سا ہی ایک
ادہر آ کہ یہان قید ہی بی نظیر
دلی کی گئی وہان نہ کچھ مجھسی بات
اوسی دم میری آنکہہ بہر کہل گئی
کہ دل اور جگر ہو گیا میرا شق
کہ کرتی رہی نام لی لی تیرا
دلی تہا تیری غم سی دلکو اثر
وہ اندہیرا تہا مجھپر روشن تمام
شب و روز جلتی ہی مین شمع سان
کہ اس زیست کرنی سی مرتی ہی مین
کہ کیونکر ملا دیگا پروردگار
گی اسطرح حال اپنا سنا
کہ ہم تم ملی ہر اوسکی سبب
یہہ کہنی کو سوئی تہی لیکن سو اوٹھی

جو ملتی مین گہڑی ہوئی ایک جا
پریزاد و نجم النسا وہ جدی
گئی رات حرف و حکایات مین
شب وصل کی جو سحر ہوگئی
چہپا ماہ نی اپنی رخ پر نقاب
صبوحی کو اوٹہتا ہی جیسی مدام
نئی روز کو ساتہہ اونی لگا
ہوا چشم وا جب وہ مژگان دراز
گیا عقدہ صبح اوسدم جو کہل
اوٹہی جب کہ آپسمین گلفام دو
دوبارا کیا سب نی اپنا سنگار
وہ جوگن ہوئی تہی جو نجم النسا
سو دہوکی لگی عجب اس سی
نہالی سی نکلا عجب اوسکا روپ

اوٹہیں نیند آلی ہی ماتوسن کیا
الگ اپنی باتون مین سرگرم تہی
سحر ہوگئی بات کی باتمین
تو سونی لگو یا خبر ہوگئی
اوٹہا بستر خواب سی آفتاب
شراب شفق سی بہرا اپنا جام
وہ سونی لگو سب کی جہانی لگا
سفید و سیہ مین ہوا امتیاز
نکل آئی ایدہر اودہر سی وہ گل
لگی باری باری سی حمام کو
چمن مین نئی سر سی آئی بہار
جبین گرد وہ اپنی تن سی چہوڑا
کہ الماس نکلی ہی جیون کان سی
نکل آئی بدلی سی جسطرح دہوپ

دی آگ اوسنی لگائی ہے اور — کہ پوشاک کی سرخ لالی کی طور

جلائی لوہی ہنس کی وہ کملا ہے ہن — کیا سرخ لاہی کا جوڑا پہن

تامی کا سنجاف اوسکو لگا — طلا کی طرح جیسی دیا دگدگا

اوسی رنگ کی ساسہ کا ست الباس — تصور میں ہو سرخ جسکی قیاس

بہبہو کا ساتن اور وہ اوسکی ملک — کہ جیوں شعلہ آتش سی اوٹہی بہڑک

نکیلی وہ اوٹہی ہوی چہاتیان — بہڑین اپنی جوبن میں اتراتیان

گلی کی صفائی اور کرتی چاک — تراقیکی انگیان کسی ٹہیک ٹہاک

وہ نیچین سی اوسمیں کچہ لال لال — ہری رنگ کی قمقمہ کی مثال

ملاہٹ وہ مہٹی کی اوسی نمود — کہ جیوں سرخ چہرہ پر خال کبود

لی تو لیی اپنی منہ پر نقاب — شفق میں چہپی ڈوبکہ آفتاب

بہت گرد کیونکر نہ اونکی پہری — جہاں کہونکر و لہر کہا کہا گری

جواہر سجا اپنی موقع سی کل — ترشح میں ہو جیسی گلدستہ گل

وہ لٹکی کہچی اور وہ ابرو کہچی — ہر ایک اینٹہہ میں اپنی پہر سو کہچی

کہوری وہ جوٹی زری کا مصاف — کہ جیوں دود کی بعد شعلہ ہو صاف

عروسانہ اونسی کیا جو لباس
بنی جبکہ اوس رنگ وہ رشک حور
پری زاد تو قتل ہی ہو گیا
جیا جسنی تکی بات یہ لکھ لیا
وہ بن ٹھن کی الیمس رہنی لگی
خوش ایسی ہوئی سب کی سرسبز دل
ضیافت بہم ملکی کہانی لگی
جیسی عیش و عشرت وہ کرتی رہی
اگرچہ ہر ایک وصل سی شاد تہا
یہہ ٹہرا کی نکلی وہ دو ماہ رو
عجب ہی جو یوں ہی دوبارا
سببی ہی یہہ تکلیف آرام کو
نصیب اسطرح جیسی جو یاری زبن
جب الیمس نے مشورت ہو گئی

تو آنی لگی جو نکلی اوسکی پاس
چلی ای فیروز شہ کی حضور
کہی تو کوئی جان سی ہو گیا
ولی دل سی قربان اوس پر ہا
بہم راز دل اپنی کہنی   لگی
لگی سر زبان پنی الیمس مل
وہ عجم کمانی اپنی ٹہکانی لگی
یہ عبرو تکی چرچہ سی ڈرتی رہی
ولی ہجر کا غم اونہیں یاد تہا
کہ اس بات کو کیجئی ایک سو
جیسی کت ملک اسکار اور ہین
یہ نا کامیاں ورنہ کس کام کو
عیاں کیوں نہ ہم جو اسکاری کرین
ایدہر اور اودہر ملکی دو تو گئی

و نجم النسا اور وہ بدر منیر — کچھ ایک کی پاس وہ دو نو شریر
ارمیں آگئیں جا اپنی باپ کی — کہ دیکھیں گی پھر ہم قدم آپکی
نقل کی نظیر اور فیروز شاہ — گئی سی شہر میں رکھ کی فوج و سپاہ
کر اسباب سب سلطنت کا درست — پھرائی اوسی جا پر چالاک و چست

احوال خواستگاری شادی اور بدر منیر

وہاں کا جو تھا شاہ انجم سپاہ — جسی لوگ کہتی تھی مسعود شاہ
کیا نامہ یوں ایک اوسکو رقم — کہ ای شاہ شاہان وای فخر جم
فریدون مثال و سکندر نژاد — مراد جہان و جہان مراد
جہان شجاعت زمان کرم — دل رستم گرد و جان بہمن
میں وارد ہوا ہوں یہ مہمان غریب — کی آئی ہی مجھکو میری یہان نصیب
نوازش سی اپنی کرم کیجی — غلامی میں اپنی مجھی لیجی
ہمیشہ سی ہی راہ رسم شہان — کہ وابستہ ہی یوں ہی کار جہان
جہان پر ہی روشن کہ میں یاں ہوں — ملک زادہ ابن ملک شاہ ہوں
ہراک مجھ سی واقف ہی برنا و پیر — کہ ہی نام میرا شہ بی نظیر

بیان سب کیا ماضی و حال کا | تحمل کیا فوج و اموال کا
جتا کر بہت عجز اور انکسار | لکہا یہ سی ایک حرف آخر کی بار
کہ جو ہووے بر عکس شرع شریف | وہی اپنی مذہب میں ایسا حریف
اگر مانئے خیر تو مانئے | نہیں آپ آیا ہمیں جانئے
گیا یہ جو مسعود شہ کو پیام | سنا اور پڑہا خط کا مضمون تمام
سمجہہ اوسکا مضمون مسعود شاہ | کہ اتنی ہی فوج اور یہ کچہہ ہی سپاہ
اگر جنگ ہو تو بڑی جنگ ہو | پہر آخر خدا جانی کیا رنگ ہو
اور آخر یہی ہی زمانیکی چال | کہ پیوند ہوتی ہیں باہم نہال
نہ تازی ہے کچہہ رسم پیوندی | ہمیشہ سی عالم برومندی
لکہا نامہ اوسکو بیک در جواب | کہ عاقل کو لکہنے لکہی ہی کتاب
لکہا بعد حمد و ثنائی خدا | پس از نعت احمد شہ انبیا
کہ نامہ ہمارا جو سر نامہ تہا | وہ راز نہاں اپنی ہاتہوں کہلا
لعنت کی عالم میں مجبور ہیں | نہیں اپنی نزدیک ہم دور ہیں
اگر ہم کبہی اپنی دعوی پر آئیں | تمہاری فلک کو نہ خاطر میں لائیں

اپنی شہزادی کی ہو کر کو یا طور — نہیں ہیک وید تمہیں اپنی غرور
کیسی پاس دولت یہہ رہتی نہیں — سدا ناو کاغذ کی ہتی نہیں
ولی کیا کریں بار رسم دنیا یہہ — وگرنہ گمنڈ اپکا لیا ہی یہہ
زبس ہم کو ہی پاس شرع رسول — سو اس واسطی کرتی ہیں ہم قبول
خلاف پیمبر کسی رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
ایک اچھی سی تاریخ ٹہرائی — دیا حکم ہمنی تمہیں آسئے
گیا ایلچی لیکی نامہ اودہر — اوڑی ہر طرفسی خوشیکی خبر
سنی یہہ جو نامہ کی کیفِ و شنید — ہوی شاہزادی کو گو یا کہ عید
کشادہ ہوی دل جو تہی غمسی تنگ — اوسی دن سی ہونی لگی کار اورنگ
ہوئیں ہر طرف سب دل آزمایاں — لگی ہونی شادی کی تیاریاں
ہوا شگلو ہو لکہا سال و سن — مقرر کیا نیک ساعت سو دن

داستان شادی کی نظیر یاد رہنے

گیدہری تو ای ساقی گلبدن — دہری آج اوس سیمروکی لگن
بلا مطربانِ خوش آواز کو — کہ اوس لیکی ابہی سب ساز کو

وہ اسباب شادی کا تیار ہو
بڑی جو اہتمو لسی جب آیا وہ روز
محل سے نکل جب ہوا وہ سوار
کروں اوس تجمل کا کیونکر بیان
وہ دولہ کی اوٹھتے ہی اک غل اوٹھا
کوئی دوڑ گھوڑے نکالنے لگا
لگا کہنے کوئی ادھر آئیو
کسی کو کسی کی پکار ہیں
کوئی پالکی میں چلا ہو سوار
جو کثرت میں دیکھا کہ گادی ہیں
سپر اور قبضے کٹر لگنے لگی
نکوروں میں نوبت کی اور اوس کے بعد
وہ شہنائیوں کی سو ہانی دہون
ہزاروں تمامی کا تخت رواں

کرر نہ پہر جسکا کرار ہو
چلا بیاہنے وہ دل فروز
بجی شادیانے بہم ایکبار
کہ باہر ہی تقریر سے یہ بیان
لگا دیکھنے اوٹھ کے چھوٹا بڑا
کوئی ہاتھیوں کو بٹھانے لگا
ارے رتھ شتابی مری لائیو
نہ لانے پر میانہ کی مارا کہیں
پیادوں کی رکھ اپنے آگے قطار
کوئی پالکی نالکی پر بٹھا کہیں
سواروں کی گھوڑے ہٹ گئے لگی
گرجنا وہ ڈھولوں کا مانند رعد
جسے گوش زہرہ مفصل سنیں
اور اہل نشاط اور سب جلوہ کناں

وہ ٹیکاؤ لگا نچاں وہ رنگین صدا
وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا

وہ نوشہ کا گھوڑی پر ہونا سوار
وہ موتی کی سہری جواہر نگار

تبرا کو وہ گھوڑ لگا چلنا سنبھل
ہماکی وہ دو نو طرف مور چھل

وہ فانوس ہیں آگی زر و نگار
کہ ہو سنبر مینا جنہوں پر نثار

دو رستہ جو روشن چراغاں ہوئے
تجلی خو سی عرلچوان ہوئی

ہوا دل جو روشن چراغاں سیں
پڑی شمع نوری کی دیوان سیں

چراغوں کی تر بولی جا بجا
اور اونمیں یہ بار ار بونکی صدا

کوئی بان سچی کیلونی کوئی
کوئی ڈال موتیں سلونی کوئی

تماشا میں لگا جدا ایک ہجوم
پتنگی کریں جیوں چراغاں پہ دھوم

گرلنا وہ نوبت کا باجونکی سنا نہہ
گرجنا وہ باجو نکا ڈھلونکی سنا نہہ

برالی اید ہر اور ادہر جوق جوق
وہ آواز سرنا وہ آواز بوق

وہ کالی ہنا دہ اور اونکی نفیر
کہ تا چرخ پہونچی صدا اونکی جبیر

وہ آرائش اور گل کی رنگ کی
وہ ماہی کی دو دیو سی جبک کی

وہ ابرک کی گنبد و مینی کی جھاڑ
لگی تو کہ تنگی او جبل پہاڑ

دو رستہ برابر برابر وہ تخت — کہیں پر کنول اور کہیں پر درخت

وہ رنگیں کنول اور وہ شمع و چراغ — کہلی جسطرح لالۂ نور باغ

جہاں تک نظر جاوی اوپلی قطار — طلسمات کی سی ہوا پر بہار

اناروں کا وغبارہ چہپنے کا زور — ستاروں کا چہوٹنا پٹاخوں کا شور

وہ مہتابی کا چہوٹنا بار بار — کہ ہر رنگ کی جس سی دونی بہار

دہواں چہپ گیا نور میں نور ہو — سیاہی اوڑہی شب کی کافور ہو

اسر وہ مشعل کی ہر طرف جہاڑ — کہ جیوں نور سی مشتعل ہو پہاڑ

زری پوش سردار سب بلد کر — پہرین برق کی طرح اید ہر اود ہر

کہی تو کہ نزدیک اور دور سی — زمین و زمان بہر گیا نور سی

جب آئی وہ دولہن کی گہر برات — کہوں وہاں کی عالم کی کیا تم سی بات

ہوئی وہاں کی صحبت جو رشک بہشت — دہری لخلخہ گرد عنبر سرشت

کہڑی بادلوں کی وہ خیمہ بلند — کرین عالم نور جسکو پسند

عجب مسند ایک جگمگی اور فرش — تماجی کی عالم کا جو کور فرش

بلوریں دہری شمعدان بیشمار — جڑین موم کی بتان چار چار

نئی رنگ کی اور نئی طور کی — دھری ہر طرف جھاڑ بلور کی
تماشا ہو کی یہہ کثرت کہ بس — ملی ایک سی ایک سب پیش و پس
وہ زانو زری پوش پہنی تمام — شراب خوشی کی لئی نوش جام
وہ دولہہ کا مسند پہ جا بیٹھنا — برابر رفیقو لکا آ بیٹھنا
طوایف کا اوٹھنا وہ انداز سی — دکھانا وہ آصورتیں ناز سی
کرن راگ اور ناچ کا کیا بیان — قدیمی کیسی وقت کا سا سمان
وہ ارباب عشرت کا الپھس مل — جمانا کھڑی راگ کا دیکی دل
وہ ایمن کی کھڑین ایدہر اودہر — ملی سر طنبورو کی بایکدگر
اور اوس صف سی ایک چھوکری کا نکل — جتانا ہنر اپنا پہلی پہل
اوٹھانا وہ ہاتھو لکا دیکی تال — وہ بوتا سا قد اور لنگرو کی چال
کبھی پر ملون میں دکھانی ادا — کہ جیون لوٹ کر ہوئی بجلی ہوا
کبھی گیت سرپہ نا چنا ذوق سی — کہ تیورا کی عاشق گری شوق سی
ایدہر کی تو یہ گیت اور اوسکا ہاو بہاو — اودہر اوٹ میں نایکو لکا بناو
گھڑی ہو کی دو گھونٹ حقہ کی لی — چبانا پان اور رنگ ہوٹھون پہ دی

انگوٹھی کو لی سامنی آرسی وہ صورت کو دیکھہ اپنی گلدار سی

اولٹ آستیں اور پھر لگا چاک نہی سرسی انگیا کو سنک ساک

نیا گھلی اور کری ابرو درست جھٹک دامن اور ہوئی چالاک چست

دو پٹی کو سر پر اولٹ اور سنبھل لگا تک وہ صف جیر آیا بغل

پکر کان اور گھونگرو کو اوٹھا ہیں پانو میں سرکی اپنی چھوا

ادہر اور اودہر رکھہ کی کاندہی پر ہاتھہ چلی ناچنی اپنی سنگت کی ساتھہ

فتح چند کی ہاتھہ کی مورت ایک لجائی ہوئی چاند سی صورت ایک

کبی ناچنا اور گانا کبہی رجانا کبی اور لبانا ان کبہی

خوش آواز پو لسی وہ گانا خیال دکھانا ہر اک دم میں اپنا جمال

وہ شادی کی مجلس وہ گانی کا رنگ وہ جیکی خوشی اور وہ دلکی ترنگ

وہ ہولو لگی لینی گلنار کلی ہار وہ بیٹھی ہوئی رنڈیوں کی قطار

وہ بیڑو کلی پتی پری پر طرف غم دل جیسی دیکھہ ہو بر طرف

ایدہر کا تو یہہ رنگ تہا اور یہہ آگ محل میں اودہر گوڑیاں اور سہاگ

وہ گری یہہ شادی مبارک کی ڈھول وہ ٹونی سلونی وہ میٹھی سی بول

ادہر لی لی وہان سمد ہونکی ہین / کہلین پہول جیسی چمن در چمن

گلو میں نہانی وہ پہولونکی ہار / شبا شب وہ پہولونکی چہڑیونکی مار

لگانا وہ لی لی کی گیندونکی ہاتہہ / کہلی جا بجا گڑ گڑی گیندونکی ساتہہ

دیکہاتی وہ ہس ہس کی اپنی بناو / وہ آپسمیں رسمیں وہ آپسکی چاو

تہا تہہ ہسی شور و غل تالیان / سہاتی سہانی نہی گالیان

غرض کیا کہون تاب مجہمیں نہین / ندیکہا کا عالم کوئی ہے کہین

بجا اوردن رسم شادیا

جہکا ہون نوشہ میں ہیبت سا قبا / مجہی دیکہ لی اب جی کی سر ہیبت بلا

کیسی پرنہ ایسا ہو جو بار ہون / کہ ہر میں گلی کا تیری نثار ہون

ہوا جب نکاح اور تہنیت ہر زبان / بلا سبکو شربت دیئی باندان

اوٹہایا پہر نوشہ کو بعد از نکاح / محلمیں بلانیکی ٹہری صلاح

چلا یون وہ دولہہ دولہن کی طرف / اڑی بلبل جیسی چمن کی طرف

وہان تک پہونچی ہوئی گیا یون / ہوئی نوٹ کی لالہ پہری سیکون

ہوا ایکس اوسوقت دونان فر / کہ دولہہ دولہن جب ہوئی ایکجا

عروسی وہ گہنا وہ سہوہا لباس — وہ مہندی سہانی وہ پہولوں کی باس
ملا سرخ جوڑی پہ عطر سہاگ — کہلی ملکی الیمن دونوں کی باگ
دکہایا مصحف اور آرسی کو کمال — دہرا بیچ میں سر پہ آنچل کو ڈال
نہ تہا وصل اسطرح کا دہیان میں — خدائی کیا ان کی آن بان میں
عجب قدرت حق نمایاں ہوئے — جبیسی آرسی دیکہہ حیراں ہوئی
وہ جلوہ کیا عالم وہ شادی کی دہوم — وہ الیمن دولہہ دولہن کا ہجوم
کسی نی سنائی کردہ آن کر — کوئی گالی سی دی کی جان کر
کوئی آن کی کالہ میں کہنہ لگا — لگی کوئی دولہن کی چوٹی دیکہا
وہ شیرینی جو بیٹہی تہی شیرین بنی — نبات اوسکی جیسی بنی کو بنی
جو نائی نبات اوسکو اسکیا سیبی — کہ ڈہکا دیا ہر گری باب سی
زلیس دل جو تہا اوسکا ہر جاسی بند — سبہی چاشنی اوسنی چینی کر سند
او تہائی ڈلی اوسکی الکہو نسی لون — کریں نوبہیں بادام سیرین کو حون
ڈلی وہ جو ہو ٹہونکی تہی لب ملی — وہ مصری کی منہہ سی اوتہائی ڈلی
کرسی اوتہائی ڈلی اسطرح — کہاں ہوں نہیں کی نہیں جسطرح

زر پابوسی کی اوچھالی زرا — نہیں آدمان کا عجب غل پڑا
یہہ ٹہری کی بکرانسی بار بار — وکرلی دل اوس پا بو پر تہا نثار
عجب طرح کی رنگ رلیاں ہوئیں — کہ باتیں وہ مصری کی ڈلیاں ہوئیں
وہ سب ہو چکی جبکہ رسم و رسوم — سواری کی ہونی لگی ہر تو دہوم
سحر کا وہ ہونا و ڈولی کا وقت — وہ دولہن کی رخصت وروپکاد
کہڑی سب کا لاچار ہو دیکہنا — کہ یارب یہہ کیا ہی جہان بیکبان
وہ دولہن کا رورو کی ہونا جدا — وہ ماباپ کا اور رونا جدا
نکلتی وہ جانا محل سی جہیز — کہ جیون چشم سی اشک ہو موج خیز
یہاں موت ہی اہل عرفان کو — کہ جانا ہی ایک دن یوں ہی جان کو
وہ جو دردمندی سی ہیں آشنا — وہ شادی کا لیتی ہیں غم سی مزا
وہ دولہا کا دولہن کو گودی اوٹہا — بٹہانا محافہ میں آخر کو لا
بہلی لیکی چنڈول چندم کہار — کیا دو طرف سی زر او سیم نثار
کہڑی ہی جو وہاں جسم کو ترکی — کئی خوان موتی نچہاور کی
ادہر اور ادہر اپنی سہرہ کو جہیر — وہ تک چاند سا منہ دکہانی نظر

سوار اپنی گھوڑی پہ ہو کر شتاب کہ جوں صبح ہووی بلند آفتاب
وہ کلیانا ہوا حشمت و عظم و شان لیا ساتھ سب اپنی نوبت نشان
وہ بہیجی تو چندول میں رشک ماہ اور آگی وہ خورشید عالم پناہ
بہ اگر کو اپنی قدم قدم سواری لگا گہر میں اوترا صنم
غرض اسطرح سی وہ دولہن کو بیاہ لی آیا جہاں اوسکی تہی عیش گاہ
ہوئی وہ جو ہوتی ہی رسم و رسوم کہ ظاہر میں تہی سب ہی درکار دہوم
اوتہا یا اوسی دہوم سی لگی ہاتہ پریزاد کا بیاہ جو تہی کی ساتہ
وہ نجم النسا تہی جو دخت وزیر گیا اوسکی والد کنی لی نظیر
کہا باپ کو اوسکی ای خیر خواہ میرا بہائی ہی ایک فیروز شاہ
سو میں تجہسی رکہتا ہوں یہ التجا کہ تو اوسکو فرزندی میں اپنی لا
غرض ہر طرح کر رضامند اوسی لیا جال میں اپنی باندہ اوسی
پریزاد جو تہا وہ فیروز شاہ دیا اوسکو نجم النسا سی بیاہ
اوسی دہوم سی اور اوسی تو جیسی اوسی شان سی اور اوسی آن جیسی
ہوئی تہی جو کچہ بیاہ میں اوسکی دہوم وہی سب تجمل وہی سب رسوم

دقیقہ نجوم الکیسی ہا تمین
برابر رکہی چہل دن رات مین

اوسیطرح اوسکو ہا ہا عرض
جو کچہ قول تہا سو نباہا غرض

خدا اسبت لایا اونہو لکا جو کام
بر آیا مطلب دلو لکا تمام

ہوی متصل یہہ جو دو شادیان
بسی ایک جا چار آبادیان

بہری دن تو اپنی وطن کو بہری
دو واسفہ بلبل چمن کو بہری

خوشی سی لئی حرمت و جاہ و مال
چلی شہر کو اپنی وہ حال حال

وہ نجم النسا اور فیروز شاہ
فلک پر نسی ہو مثل خورشید و ماہ

رضا اوسی لیکر اوسی انمین
لگی شاد و خورم پرستان مین

یہہ اقرار چلتی ہوی کر گئی
کہ گو ہم اودہر اور ہم ادہر گئی

تم اس غم سی مت ہو جیو رنجش
کہ ہم تم سی ملتی رہن گی ہمیش

لشنی وہ یہہ دیکہی اودہر چلی
یہہ ایدہر لئی اپنی لشکر چلی

ملاقات شدن ایدر و مادر بی نظیر

پلا ساقیا آخری ایک جام
کہ ہوتی ہی اب یہہ کہانی تمام

وہ نزدیک پہونچی جو اوس سمت کے
گیا پاس جا خیمہ ایک نہر کی

گیا جب کہ خلقت کی تفتیش حال
پڑا شہر میں ایک ایک شور و غل
خبر یہ ہوئی جبکہ ماں باپ کو
زبس دل جو تہا پاس ہی سے ہرا
لگی رونے ایسے زار و نزار
ملا دیگا ہمسے ہمارا حبیب
یہ ہوگا کوئی دشمن ملک و مال
کوئی اسکا وارث تو آخر نہیں
وہی لیگی جاوی یہ جہگڑا کہیں
کہا سب نے صاحب چلو تو سہی
مگر سنا جبکہ بیٹی کا نانو
وہ آتا تہا جیسے کہ بیٹا اودہر
جو ہیں اپنی لعبہ کو دیکہا وان
گرا پانو پر کہہ کی یہ باپ کی
سنی یہ صدا جو ہیں اوس ماہ کی
اوٹہا سر قدم پر سے چہاتی لگا

آور انکو ایسی دیکہا یہ بدر کمال
کہ غایب ہوا تہا ہوا آیا وہ کل
کہا کہ اونہوں نے وہیں آپ کو
یہ حسن تہا یہ پانو اوکی گئی تہرا
کہا تہی ہمکو نہیں اعتبار
یہ دشمن نہیں اپنی ایسے نصیب
سو میں آپ ہی ہوں گرفتار جال
یہ بیٹا تمہارا وہی ہی وہی
چلا پھر تو روتا ہوا انکی پانو
پڑی باپ پر جو کہ ایک نظر
چلا سر کی بل کی بطیرہ جہان
خدا نے دیکہای قدم آ گئی
تو اوس غم رسیدہ کی آنک اوٹہی
لپٹ کر گری دو تلک خوب سا

یہہ روہا کہ غش کر چلا ۔ کہی تو کہ آنسو لگا شکر چلا
ملی ہر تو السیمیں وہ خوب سی ۔ کہ یوسف ملی جیسی یعقوب سی
وہ گلگل شگفتہ وہ گل کی طرح ۔ یہہ گل کی طرح اور وہ بلبل کی طرح
ہوی شاد و خورم صغیر و کبیر ۔ چلی لیکی ندرین وزیر و امیر
ئی عیش سی سبکو مستی ہوی ۔ نئی سر سی آباد بستی ہوی
بڑی دہوم سی اور بڑی شان سی ۔ بجاتی ہوئی نوبتین شان سی
وہ بہولا جو تہا ہجر کی داغ مین ۔ ہوی جا کی داخل وہ اوس باغ مین
زنانی سواری اوتروای ہماینہ ۔ پکڑ اوس گل نو شگفتہ کا ہاتہ
در آمد ہوا گہر مین سرور روان ۔ لیی ساتہ اپنی وہ غنچہ دہان
کہ اتنی مین آئی نظر جو بڑی ۔ تو دیکہا کہ ماں راہ مین ہی کہڑی
بہی جسم سی آنسوؤں کی قطار ۔ گرا ماں کی قدموں پر بی اختیار
وہ ماں خوب بیٹی کی لگ کر گلی ۔ بہہ روی کہ آنسو کی نالہ بہ چلی
بہوا اور بیٹی کو حالی لگا ۔ وہ دونو کی دو ہاتہ سی کی بلا
ہوی جان اور جیسی اوس پر نثار ۔ پیا پانی اون دونو ہاتہو کی وار

جگر پر جو تھی درد اور غم کی داغ
بجھی وصل سی ہجر کی وہ چراغ

سبب اسکی یہ تھی لگی مل ملا
پھر آئی چمن میں وہ گل کھل کھلا

وہ آنکھیں جو اندھی تھیں روشن ہوئیں
زمیں وہ جو تھیں خشک گلشن ہوئیں

زلیس باپ ماں کو تھی شہر کی جاہ
دوبارہ اونہوں نے کیا اونکو بیاہ

لیکن نہیں گر اوس بیاہ کی دھوم دھام
تو پھر یہ کہانی نہوئی تمام

بنا اوس کی تدبیر کا جو بنیاد
نکالی اونہوں نے یہی سبب دل کی چاو

وہ جیسی کہ اوس باغ میں تھی خزاں
بسی آکی اسمیں سبب گل رخاں

محلمیں عجائب ہوئی جا بجی
وہ ویرانی گل سے ہوئی لہلہی

ہوا شہر پر فضل پروردگار
وہی شاہزادہ وہی شہریار

وہی لوگ اور وہ چرچی تمام
وہی ناز انداز کی اپنی کام

وہی بلبلیں اور وہی بوستان
شگفتہ گلی جمع دوستان

اونہوں کی جنامیں پھری جیسی دن
ہماری تمہاری پھریں ویسی دن

ملیں سب کی گھری الٰہی تمام
بحق محمد علیہ السلام

ہوئی جیسی وہ شاد ہوں شاد ہم
رہیں شہر میں اپنی آباد ہم

رہی شاد نواب عالیجناب / کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب

جو سی اوسکی ہی سرو باغ مراد / رہی روشن اوسکا چراغ مراد

بحق حسین اور امام حسن / رہوں شاد میں ہی غلام حسن

ذرا منصفو داد کی ہی یہ جا / کہ دریا سخن کا دیا ہی بہا

زبس عمر کی اس کہانی میں صرف / تب ایسی یہ لکھی ہیں موتی سی حرف

جوانی میں جب بن گیا ہوں میں پیر / تب ایسی ہوئی ہیں سخن کی نظیر

نہیں مثنوی ہی یہ ایک پھولجھڑی / مسلسل ہی موتی کی گویا لڑی

نئی طرز ہی اور نئی ہی زبان / نہیں مثنوی ہی یہ سحر البیان

رہیگا جہاں میں مرا اس سی نام / کہ ہی یادگار جہاں یہ کلام

ہر ایک بات پر دل کو میں خوں کیا / تب اسطرح رنگیں یہ مضمون کیا

اگر واقعی غور ٹک کیجی / صلا اسکا عالم ہی جو کچھ دیجی

غرض جسنی اسکو سنا یہ کہا / حسن آفریں مرحبا مرحبا

جو منصف ہیں لی گیں گی یہی / نہ ایسی ہوئی ہی نہو گی کبھی

مری ایک مسعود ہیں ہم قبیل / کہ ہیں شاہ راہ سخن کی دلیل

سنی مثنوی جب یہ حسنی تمام — دیا اسکی تاریخ کو انتظام

زبس شعر گوئی میں وہ فارسی — ہر ایک شعر اوسکا ہی جیوں آرسی

اونہوں نی اوٹھا کر شتابی قلم — یہ تاریخ کی فارسی میں رقم

زدم غوطہ در بحر فکر رسا — کہ آرم بکف گوہر مدعا

بگوشم ز ہاتف رسید این ندا — بریں مثنوی باد ہر دل فدا

میاں مصحفی کو جو سوجھی یہ طور — اونہوں نی بھی کر فکر از راہ غور

کہی اس کی تاریخ یوں برمحل — یہ ہی بتخانہ چیں ہی بیبدل

مری ایک مشفق ہیں مرزا وحید — سنی جب اونہوں نی یہ گفت و شنید

بہت آفریں اور تحسیں کی — کہا ہی یہ جادو نہیں مثنوی

طبیعت زبس اوکی ہی دردمند — یہ نظم اوسکو آئی نہایت پسند

کیا اوسکی تاریخ کا جو خیال — دیا زانوئی فکر پر سر کو ڈال

کہ اتنی میں ہاتف نی اوسکو کہا — کہ دو حرف کن نی بڑہو دی کیا

ہوی اوسکی تاریخ حسن دلپذیر — سنی جو جسن نی کہا بی نظیر

تمام شد